

ناولز ہب ویب اسپیشل

# سات رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں

علیشہ انصاری

ناولز ہب  
NovelsHub

[www.Novelshub.pk](http://www.Novelshub.pk)

اس ناول کے تمام جملہ حقوق ناولز حب کے نام محفوظ ہیں۔ ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں از قلم علیشہ انصاری صرف اور صرف ناولز حب کے لئے لکھا گیا ہے۔ کسی بھی فرد یا ادارے کو اس کی اشاعت کا اختیار نہیں۔ ایسا کرنے والے کی خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی ہے۔

انتظامیہ

ناولز حب

حصہ ۱

باب اول

میں زرہ بے نشان

لیک خانزادی ولد محمود خانزادہ کیا آپ کو \_\_\_\_\_ حق مہر پچاس ہزار نکاح میں قبول ہیں؟".....

★★★

نہ ہم ہوتے،

نہ دل ہوتے،

نہ ہی دل آزاریاں ہوتیں....

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قسم علیشہ انصاری

سنہری تپتی دھوپ، گاڑی میں بیٹھے اے۔ سی چلائے کچھلے ایک گھنٹے سے وہ سر پھری، بد اخلاق اور بد دماغ میڈم کا منتظر تھا۔ دھوپ کی سنہری کرنوں سے اسکی سفید رنگت سرخ پڑ چکی تھی۔ اب تو بے زاری سے کنپٹی کی شریانیں پھولنے کو آئی تھیں۔

خانزادی نے بھی قسم کھا رکھی تھی اس خان کو طویل انتظار میں کسی دن مار ڈالنے کی۔

اسٹیرنگ پہ گرفت جمائے سخت بے زاری سے وہ انگلی چلا کر اسٹیرنگ پہ رکھتا پھر باہر دیکھتا، مسلسل چیونگم چبا رہا تھا، نگاہیں ریسٹورنٹ کے دروازے پہ جمی تھیں۔

ایک گھنٹہ دس منٹ بعد وہ اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ ریسٹورنٹ سے باہر نکلی تھی۔

"یار تم جلدی سے جاؤ، کہیں تمہارے بھائی کا چچہ ہارن بجا بجا کے ریسٹورنٹ ہی نہ ہلا دے۔" لیلیک کی دوست اس سے گلے لگ کر مخاطب ہوئی۔ اس نے مسکرا کے اسے خود میں بھینچا اور ترچھی نگاہ کچھ فاصلے پہ سامنے کھڑی سفید سیلکس میں بیٹھے لال انگار ہوتے ڈرائیور پہ ڈالی۔

"جاہل انسان کو تمیز ہی نہیں، اچھا ہے انتظار کر کے پگھل جائے۔" نخوت جھلکی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری  
"سوچ لو کہیں تم پر ہی نہ پگھل جائے۔ دیکھو کیسے دیکھ رہا ہے۔" بریرہ نے شرارت سے کہا۔ "استغفار... بکواس  
مت کیا کرو۔"

لیک تنفر سے بول کر دور ہوئی اور پیچھے پلٹی۔

ایک خوب رو چوڑا کسرتی جسامت والا شخص پیچھے کھڑا تھا۔ چہرے پہ مخصوص مسکراہٹ سجائے۔ آنکھوں میں  
محبت لیے اسے دیکھا رہا تھا۔ لیک کے لبوں پہ بھی مبہم سی مسکان رونما ہوئی۔

پانچ منٹ بعد لیک گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کے بیٹھ گئی تھی۔ ابھی اپنے گردن پہ پھیلے بال ہی ٹھیک کر رہی  
تھی، گاڑی میں سرد آواز گونجی۔

"میڈم صاب کیا میکال سر جانتے ہیں آپکے ان دوستوں کے بارے میں؟ میرا مطلب ان دولڑکوں کو؟ امیر  
باپ کی بگڑی اولادیں؟" اگنیشن میں چابی گھماتے ہوئے یوشع نے سوال کیا۔ وہ میکال خانزادہ کا قریبی ملازم  
تھا۔ تقریباً اسکا ہر کام یوشع کے سر ہوتا تھا۔ تو لیک کی پک ان ڈراپ سروس یوشع کی ذمہ داری تھی۔

"نہیں، اور تم نے بتایا تو منہ نوچ لو گی!" وہ نفیس سے کلچ میں سے اپنا موبائل نکال کر بولی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگِ حباواں مازِ قلمِ علیشہ انصاری

"ام کافی عرصے سے یہ سب دیکھ رہا ہے، غلط ہے یہ سب۔" وہ اپنے عام سے انداز میں بولا۔ اس نے دیکھا تھا آنے سے پہلے لیلک نے اپنے شہر یار نامی دوست سے ہاتھ ملایا تھا۔ اور دونوں کی نگاہوں میں جو محبت کی تپش تھی وہ بھی مخفی نہ تھی۔

"تم مجھے سہی غلط سمجھاؤ گے؟ اوقات میں رہو! کچھ دنوں میں وہ رشتہ لے کر آئے گا۔" یوشع کی جرت پہ وہ تڑخ کر بولی۔ چہرہ غصہ سے سرخ بھبھوکا ہو گیا۔ یوشع نے کندھے اچکا کر خاموشی سے ڈرائیونگ پہ دھیان دیا۔ جیسے

"وہ ورک شہ۔ (بھاڑ میں جائیں) مجھے کیا۔"

"بھلائی کا زمانہ ہی نہیں۔" اس نے گردن چٹخی۔

"ویسے یہ ہارن بجا کے کیا جہالت مچا رکھی تھی تم نے؟" ونڈو کے پار کالی سڑک پہ نگاہ ڈالے لیلک نے کہا۔ یوشع نے بھنو وچڑھا کے بیک مرر سے اسے دیکھا۔ وہ ایک کنارے پہ بیٹھی تھی۔

"اپنے الفاظ پہ ملاحظہ فرمائیں، مہربانی ہوگی۔ ام انٹر پاس ہے۔" خفیف سے لہجے میں برہمی سے کہا۔ اسکی زبان کبھی پشتو لہجہ اپنالیتی تھی تو کبھی نہایت شائستگی سے اردو کا استعمال کرتا تھا۔

"صرف انٹر پاس!" وہ دہراتے ہوئے ناگواری سے بولی۔ یوشع نے لب پیوست کر کے نگاہیں سامنے مرکوز کر دیں۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری  
"کبھی کبھی دل کرتا ہے کراچی کے کسی پل سے آپکو دھکا ہی دے دوں۔" ٹی شرٹ میں سے جھانکتی گلے میں  
پڑی سلور چین کو اس نے گھما کر کہا۔

"تمہارا میرا مذاق ہوتا تو ضرور اس بکو اس کا جواب دیتی۔ اسٹوپڈ..."

پھر بس سارا راستے خاموشی رہی، حویلی کی حدود میں گاڑی لا کر پارک کی۔ لیک گاڑی سے اتری یوشع نے گاڑی  
کاشیشہ اتار کے چہرہ باہر نکالا۔

"شام میں آپکو ڈینیٹل کلینک جانا تھا، سر نے مجھے کہا ہے کہ میں لے جاؤں۔ سات بجے تیار رہیے گا۔" انداز حکمیہ  
نہیں بہت سادہ تھا۔ لیک نے دانت پیس لیے۔

"میرے بھائی وہ ہیں یا تم ہو؟ میں نے انکے ساتھ جانا تھا۔"

"میں تو گنوار ڈرائیور ہوں... انکی شام میں مصروفیات ہیں اس لیے مجھے کہا۔ باقی آپ سر سے خود بات کر سکتی  
ہیں۔" آنکھوں پہ چشمہ چڑھا کے جتا کر کہتے ہوئے اس نے اپنی طرف کاشیشہ واپس چڑھا لیا۔

"میرے لیے تو بھائی کے پاس کبھی وقت ہوتا ہی نہیں، میں ہی گدھی ہوں جو امید باندھ لیتی ہوں۔" وہ پیرٹنچ  
کے اندر آگئی۔



ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ حباواں ماز قلم علیشہ انصاری

یہ ایک بڑی اور شاندار حویلی تھی جو وسیع و عریض رقبے پر آن بان شان کے ساتھ کھڑی تھی۔ جسکے چاروں اطراف ہریالی تھی۔ ابھی اس نے اندر قدم رکھا تھا ایک جلی کٹی آواز نے اسکا استقبال کیا۔

"لو آگئی نواب زادی، کونسے دوست ہیں جو گھڑی گھڑی ہر دو دن بعد ملتے ہیں؟" لاؤنچ سے گزرتی لیلیک کو پھپھو کی آواز سنائی دی۔ لیلیک کڑوا گھونٹ پی گئی۔ وہ دوسرے صوفے پہ بیٹھی دوپٹہ ٹانگ رہی تھیں۔

"ڈارلنگ پھپھو اب آپکے دوستوں نے کبھی آپکو پوچھا نہیں تو اسکا مطلب یہ تھوڑی کہ دوسروں کو دیکھ کر جلا جائے۔ ویسے آپکے دوست تھے؟ بے چارے..." لیلیک کا ارادہ سیدھا دادی ماں کے کمرے میں جانے کا تھا پر انکے طنزیہ تیرنے اسکے قدموں میں زنجیر ڈال دی۔ اب تو جنگ کا میدان لگ گیا تھا۔ آنکھیں پٹا پٹا کر کہتی وہ اندر آگئی۔

"لیلیک تمیز سے بات کرو، پھپھو ہیں تمھاری!" سنہر نے بات اچک لی۔ لیلیک نے ایک اچھٹی نگاہ اس پہ ڈالی۔

"تو سمجھاؤ اپنی امی کو مجھ بد تمیز حسینا کے منہ مت لگا کریں۔ کسی نے ڈس ہی نالوں میں انکو۔" وہ جتاتی ہوئی صوفے پہ بیٹھ گئی۔ صبور نے گہرا سانس بھرا۔

"ناکام کی ناکاج کی دشمن اناج کی...." پھپھو بڑبڑائیں۔



ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری  
"ارے میکال بیٹا تم کب آئے۔ آؤ بیٹھو۔" میکال خانزادہ کو کف لنکس کے بٹن کھولتے اندر آتے دیکھا تو پھپھو  
کے انداز ہی بدل گئے۔ سنہر کی نگاہوں میں عجیب سی چمک روشن ہوئی۔ لیلیک نے حقارت سے ان ماں بیٹی کو  
دیکھا۔

"نخاکا کا پن شروع انکا۔ یا اللہ میرے بھائی کی حفاظت فرما پھپھو کے شر سے۔" وہ بڑبڑا کے رہ گئی۔

"بھائی کھانا لگاؤں آپکے لیے؟" لیلیک نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں میں لے لوں گا۔ تم مل آئیں اپنی دوستوں سے؟"

"جی بس ابھی ابھی آئی ہوں۔" وہ جزبزی ہو گئی۔

"آئے میاں سمجھاؤ اسے، اسکا روز کا ہو گیا ہے باہر نکلتا۔" پھپھو نے تین چڑھا کر کہا۔ لیلیک نے خرائٹ نگاہ ان  
پہ ڈالی۔ انکو کونسا فرق پڑ جانا تھا۔

"گھومنے پھرنے دیں پھپھو، کچھ دن ہی باپ بھائی کے گھر آزادی سے گھوم لے، پھر تو اسکی شادی ہو جائے  
گی۔" لیلیک کو دیکھتے ہوئے میکال نے آرام سے کہا۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"مم میں نے شادی نہیں کرنی۔۔" ہمت کر کے آج اس نے بول دیا۔ میکال نے ابرو اچکائی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"بھائی میں اپنا بوتیک کھولنا چاہتی ہوں اور اس پہلے جاب کرنا چاہتی ہوں فار ایکسپیرنس، اتنی جلدی شادی نہیں کرونگی۔" اپنی سائیڈ کلئیر کرتے اس نے کہا۔ صبور نے خار کھاتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ تمہاری اب شادی کی عمر ہو گئی ہے۔ میری سنہر جتنی ہی ہو تم، میں بھی بس اب چاہتی ہوں سنہر بھی اپنے گھر کی ہو جائے۔ کب تک میں بیوہ عورت اپنی یتیم بچی کا بوجھ اپنے میکے پہ ڈالے رکھوں، اچھا نہیں لگتا۔" آخری ٹانکا لگاتے ہوئے انھوں نے کہا۔ ماں کی بات پہ سنہر کا سر جھک گیا۔

میکال نے ایک نگاہ سنہر پہ ڈالی۔ بلاشبہ وہ خوبصورت لڑکی تھی۔ یہ بات تو میکال خانزادہ بچپن سے تسلیم کرتا تھا۔ پر اسکی بہن بھی بہت خوبصورت تھی۔ یہی وجہ تھی جو لیلیک سے ہر کوئی خار کھاتا تھا۔  
تبھی لاؤنچ میں چچی چلی آئیں۔

"لیلیک تم نے علی کو کل رات مارا تھا؟"

"جی چچی، بہت بد تمیز ہو گیا ہے۔" وہ سکون کی دیوی بنی بیٹھی رہی۔

"ہو نہہ اور تمہاری بد تمیزی کا کیا؟ اتنی بری طرح کوئی ناخن گڑاتا ہے کسی دن میرے بچے کو مار مت دینا۔ (جیسے بھائی بھابھی کو مار دیا)" چچی دو بدوبولیں اور آدھی بات میکال کی وجہ سے دل میں دبائے رکھی۔ اسکی

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

ناک کے نتھنے پھول گئے تھے پھر اس نے امید بھری نگاہ سے بھائی کو دیکھا کہ شاید وہ اسکی طرف داری میں دو جملے ہی بول دے پر بے سود۔ ایک اشتعال کا ابال تھا جو اس نے خود میں اتارا تھا۔

میکال بھوک کے احساس سے وہاں سے نکل کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔

"جاؤ میکال کیا اکیلا کھانا کھائے گا، اور اسکو کھانا بھی گرم کر کے دو۔" پھپھو نے سنہرے سنہرے سٹیکوہ مارا تو وہ مشین کی طرح اٹھ کھڑی ہوئی اور میکال کے پیچھے ہوئی۔ لیلک دیکھتی رہ گئی۔ وہ ان ماں بیٹی بلکہ اس گھر کے ہر فرد کی ساری چالاکیاں سمجھتی تھی۔

پھپھو کے ارادے بھی اسے خاص ٹھیک لگ نہیں رہے تھے، اور جو وہ چاہ رہی تھیں وہ لیلک نے ہونے دینا نہیں تھا۔ ویسے ہی بھائی سے دوری قائم ہو گئی تھی، اگر سنہرے سے شادی ہو جاتی تو بھائی نے پوری طرح منہ ہی موڑ لینا تھا۔ وہ ماں بیٹی اسکے خلاف اتنا بھڑکاتی جو۔

★★★

"آپ ہٹیں میں کر دیتی ہوں۔" میکال کو چو لہے کی طرف بڑھتا دیکھ سنہرا اپنے بال پیچھے کرتی ہوئی آگے آئی۔ وہ سر ہلا کے ایک طرف ہو گیا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیہ انصاری  
سنہرے ہانڈی کو گرم کرنے کے لیے چولہا جلادیا۔ اور کانچ کی پلیٹس نکال کے ٹیبل پہ رکھیں۔ فریج سے پانی کی  
بوتل نکال کر وہ پیچھے پلٹی تھی میکال سے تصادم ہوا۔ باریک ہونٹوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ رنگ گئی۔ جھینپتے  
ہوئے وہ آگے بڑھ گئی۔ پر کئی پل میکال کی نگاہوں کا مرکز رہی تھی۔

میکال خانزادہ، جس کی شخصیت میں ایک رعب اور بلا کی سنجیدگی تھی۔ تنے ہوئے نقوش چہرے پہ ہلکی بیرڈ اور  
بھوری آنکھیں تھیں۔

سنہرے چورنگاہوں سے اسے دیکھا تو اسکی دھڑکنوں میں ارتعاش پیدا ہوا۔ وہ تیس سالہ چھ فٹ سے زیادہ  
لمبا، کسرتی جسامت اور سفید رنگ اور سحر انگیز شخصیت کا حامل شخص تھا۔ جس کی شخصیت میں الگ ہی رعب اور  
دب دبا تھا۔

خیالوں سے باہر نکل کے سنہرے ڈش میں کھانا نکال کے رکھ دیا۔ اور خود بھی اسکے ساتھ بیٹھ گئی۔ میکال جب  
کھانے سے فارغ ہو گیا تو سنہرے برتن اٹھا کے کاؤنٹر پہ لا کے رکھنا شروع کر دیے۔ اچانک اسکی گداز کلائی کسی  
کے شکنجے میں آئی تھی۔ پروہ حیران نہیں ہوئی تھی۔ شرماتی ہوئی پیچھے پلٹی۔

"تو پھر کیا ارادہ ہے شادی کا؟" میکال نے ابرو اچکا کر دھیمی آواز مصروف آواز میں پوچھا۔ لہجے کی سرسری  
برقرار تھی۔ سنہرے شہد نگاہیں اسکی آنکھوں میں ڈالیں۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"امی چاہتی ہیں شادی کروانا۔ میری تو ابھی یہ خواہش نہیں۔" وہ آہستہ سے ہی بولی۔ میکال کے ماتھے پہ بل پڑے۔

"کیوں؟" انگھوٹے سے تھوڑی رگڑی۔

"کیونکہ میں یہ گھر نہیں چھوڑنا چاہتی۔ عجیب سا گاؤں ہو گیا ہے اس گھر سے۔" وہ اپنی کلائی دیکھ کر بولی جو میکال کے ہاتھ میں تھی۔ میکال نے سرعت سے سر ہلا کے کلائی چھوڑ دی۔ پھر کچھ آگے ہوا۔

"اور تمہاری یہ خواہش میں پوری کر دوں تو؟" وہ آنچ دیتے لہجے میں ہلکا سا اسکے قریب ہوتے بولا۔ وہ انجان بن گئی۔

"کیسے؟" سنہرے زیادہ دیر مسکراہٹ دبا نہیں سکی۔ میکال اسے دیکھ مسکرانے لگا۔

"رات کو ڈنر پہ چلو گی؟" کھڑے ہوتے ہوئے اس نے پوچھا۔

اسکے اچانک پوچھنے پہ وہ چونک گئی۔ میکال خانزادہ اسے ڈنر پہ لے جانے کی بات کر رہا تھا۔ وہ خود کو خوش نصیب نا سمجھتی تو بے وقوف کہلائی جاتی۔ سب جانتے تھے میکال پہ بزنس کا کتنا لوڈ تھا، وہ گھر میں کسی سے ڈھنگ سے بات بھی نہیں کرتا تھا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"امی اجازت نہیں دینگے۔" وہ اداسی سے بولی۔ میکال نے اسکی معصومیت دیکھی۔

"میں اجازت لے لوں گا۔ میرے ساتھ جانے سے انکار نہیں کریں گی وہ۔" اسکی آوارہ، چہرے پہ جھولتی زلفوں کو آہستہ سے اس نے کان کے پیچھے اڑس دیا۔ سنہر کا دل بے ہنگم دھڑکا۔ خانزادے کے تیور آج کچھ الگ ہی تھے۔ لیلک کافی دیر تک لاؤنچ میں پھپھو اور چچی کی کڑوی کیسلی باتوں کا مقابلہ کرتے تھک گئی تو پانی پینے کی غرض سے کچن کی طرف روانہ ہو گئی۔

پر یہ منظر دیکھ اسکی سانسیں رک گئیں اور حلق کڑوا ہو گیا۔ یہاں تو پوری کایا پلٹی ہوئی تھی۔ صاف پتا چل رہا تھا میکال بھائی سنہر کی محبت میں گرفتار ہو چکے ہیں۔

"اب یہ نین مٹکا بھی گھر میں دیکھنے کو ملے گا۔ بھائی آپ سے اس کرناج کی امید نہیں تھی۔ اللہ میری آنکھیں پھٹ کیوں نا گئیں یہ سب دیکھنے سے پہلے۔ آگہہہ۔"

اسکا دل خراب ہوا وہ دادی ماں کے کمرے میں چلی گئی۔

پچھتر سالہ تابندہ بیگم سفید لان کے غرارے میں مخصوص انداز میں سر پہ دوپٹہ جمائے اپنی مسہری پہ پان دان کھولے بیٹھی تھیں اور چھالیا کٹر سے کاٹ رہی تھیں۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"اسلام و علیکم دادو۔" لیلیک خوشگوار سے اندر آئی۔ دروازہ بند کر کے انکے پاس بیٹھ گئی۔ تابندہ بیگم نے پان دان بند کر کے ایک طرف رکھا تو لیلیک نے انکی گود میں سر رکھ لیا۔

"و علیکم السلام۔ کیا ہوا میرا بچہ اداس کیوں ہے؟"

وہ نرمی سے اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگیں۔ لیلیک کا واحد مضبوط سہارا ہی وہ تھیں۔ اگر دادی نہ ہوتیں تو وہ سب میکال کو اسکی جانب سے بدظن کرنے میں کامیاب ہو گئے ہوتے۔

"دادو ماں امی بابا کیوں مجھے اتنی جلدی چھوڑ کے چلے گئے۔ مجھے بھی ساتھ ہی لے جاتے۔ کم از کم یہ تو ناسننا پڑتا کہ میں منحوس ہوں۔" وہ انکے پہلو میں سمٹنے لگی تابندہ نے اسکی پیٹ تھپکی۔

"کون یہ کہو اس کرتا ہے بتا مجھے۔" انکو تیش آیا۔

"ایسی باتیں اور کون کر سکتا ہے۔ پھپھو اور چچی ہی ہمیشہ بولتی آئی ہیں۔ کبھی کبھی مجھے واقعی اپنے وجود سے نفرت ہوتی ہے۔" وہ پنکھے کی طرف ایک غیر مرئی نقطے کو گھورے کہے جا رہی تھی۔

"آئے پاگل واگل ہو گئی ہے کیا۔ اس میں تیرا کیا قصور، اللہ کو یہی منظور تھا۔" انھوں نے اسکی کمر پہ مکہ جڑا تو وہ اٹھ بیٹھی۔



ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"تو پھر لوگ بھائی کو کیوں کچھ نہیں بولتے؟ اس حادثے میں وہ بھی تو ساتھ تھے نا۔" وہ انکے کندھے سے لگ کر بیٹھی گئی۔

اسے یاد نہیں تھا پر معلوم تھا کیونکہ ہر ایک نے یہ بات کہہ کر حفظ کرادی تھی کہ وہ لوگ گھومنے پھرنے گئے تھے اور کار ایکسیڈنٹ میں ماں باپ مر گئے۔ بھائی تک کی نازک صورتحال تھی بس لیک سہی سلامت تھی۔ اسکے بعد سے وہ یہی سنتی آئی تھی وہ منحوس ہے۔ اور اب تو وہ یہ بات خود بھی تسلیم کرنے لگی تھی، پر محترمہ نے اپنے ہی ڈھنگ میں اس بات کو قبول کیا تھا۔

اسکے والد محمود خان زادہ کے کنٹرول میں سارا بزنس تھا جو میکال نے باشعور ہوتے ہی سنبھال لیا تھا۔ چاچو وغیرہ اسکا بھرپور ساتھ دیتے تھے۔ پر وہ وراثت کا کاروبار نہیں تھا۔ وراثت کا سب ٹھپ ہو چکا تھا۔ ساری محنت محمود اور انکے بعد میکال کی تھی۔

"دی تو ان سب باتوں کو کیوں سوچتی ہے۔ میرا نازک سا پھول کتنا مر جھایا ہوا ہے۔ کیا کچھ کھاپی نہیں رہی؟" انھوں نے اسکا منہ پکڑ کے معائنہ کیا۔ تابندہ بیگم کا تعلق پنجابی گھرانے سے تھا جب کہ شوہر پنجتون تھے۔ اس طویل عرصے کے باوجود انکی زبان پہ نہ تو پشتو زبان چڑھی نہ پنجابی کے اثرات ختم ہوئے۔

"ایسے زہر بھری باتیں سننے کو ملتی ہیں اسی سے پیٹ بھر جاتا ہے۔"

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگِ حباواں مازِ قلمِ علیشہ انصاری  
سفید رنگتِ زرد پڑ رہی تھی چہرے پہ اداسی کے بادل چھائے تھے۔ گھنی پلکیں لرز رہی تھیں۔ انکے پیچھے سیاہ  
آنکھیں خود کو رونے سے باز رکھے ہوئے تھیں۔

"تھک گئی دادو میں، دل کرتا ہے امی بابا کے پاس چلی جاؤں کم از کم سکون تو ہو گا۔ بیس سال گزر رہی بھری  
باتیں سن سن کر...."

"آپکو نہیں پتا آپکی ناک کے نیچے اس گھر میں کیا کیا سازشیں ہو رہی ہیں۔" بچن میں دیکھا میکال اور سنہر والا  
منظر اسکی آنکھوں میں گھوم گیا۔

"بتا کیا سازش ہو رہی، سب کی طبیعت درست کر دیگی تیری دادی؟" تابندہ نے چونک کر پوچھا۔  
"چھوڑیں۔ دادو میں نے آپ سے کہا تھا میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی مجھے جاب کرنی ہے۔" اس نے فوراً مدعا  
بدلا۔

"جاب کر کے کیا کرو گی؟ ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں تمہیں پڑھائی مکمل کیے۔ چھوڑ یہ سب شادی کر کے  
اپنے گھر میں سکون سے رہ۔" وہ اسے سمجھانے لگیں۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگِ حباواں مازِ قلمِ علیشہ انصاری

"نہیں دادو، شادی ہر چیز کا حل نہیں ہے۔ میں اپنے پیروں پہ خود کفیل ہونا چاہتی ہوں تاکہ ان سب کے منہ بند کروا سکوں۔ یہ میرا بچپن کا خواب تھا پلیز میری مدد کریں بھائی کو سمجھائیں مجھے انکے اس گنوار دوست سے شادی نہیں کرنی۔ اور اگر کسی نے زبردستی کی تو پھر وہ کرونگی جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوگا۔"

اس نے سخت جنونی انداز میں بات مکمل کی۔ یہ نہ جانتے ہوئے کہ اسکے یہ لفظ اسکو آگے کتنے بھاری پڑنے والے۔ حریر کا سوچ کر ہی اسے غصہ آگیا تھا۔ کہاں وہ پینڈو اور کہاں لیلک!

"یا تو میں اپنا برانڈ شروع کرونگی ورنہ مجھے کسی اور جگہ جاب کرنے دیں۔ کچھ ایکسپیرنس ہو جائے پھر اپنا بزنس شروع کرونگی۔ بھائی اس لیے مجھے اجازت نہیں دیتے کیونکہ انھیں لگتا ہے میں ان سے آگے نکل گئی تو پھر!"

"چل زیادہ نا سوچ سو جا میرے پاس۔ جو ہو گا دیکھی جائیگی۔" اسکے ماتھے پہ لب رکھ کے انھوں نے تکیہ درست کیا۔ لیلک ایک وہ چھوٹا بچہ تھی جو صرف پیار کا طلبگار ہوتا ہے۔ محبت کے پھول چاہیے تھے پر بد نصیبی کا عالم یہ تھا کہ اسے طنز کے کانٹے نصیب ہوتے تھے۔

وہ پتھر دل، خود سر نہیں تھی اسے ایسا بنادیا گیا تھا۔ اسلے اندر کا معصوم اور چھوٹا بچہ صرف دادی یا کبھی بھائی کے سامنے عیاں ہوتا تھا

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

وہ اب تک سو رہی تھی۔ یوشع سات بجے لیلک کو ڈینٹل کلینک لے جانے آیا تو تابندہ بیگم نے انکار کر دیا کہ بعد میں لے جانا۔ وہ خاموشی سے چلا گیا۔

رات کے کھانے کے بعد لیلک اپنے کمرے میں آئی۔ کھل کر سانس لیا۔ موبائل اٹھایا تو شہریار عالم کی کئی مسڈ کالز دیکھ کر کال بیک کی۔ وہ سوتی کپڑے میں ملبوس تھی۔ ریشمی بالوں کو جوڑا بنا کر کیچر سے قابو کیا تھا۔ اسکے سیاہ بال بے حد لمبے تھے کسی آبشار کی طرح کمر پہ بکھر جانے والے۔

"شیری آپ کال کر رہے تھے؟" فون کان سے لگائے وہ صوفے پہ دراز ہو گئی۔

"جی محترمہ، اور میں اب پریشان ہو گیا تھا کہ تم سہی سلامت گھر پہنچی بھی ہو کہ نہیں۔ بندہ ٹیکسٹ ہی کر دیتا ہے۔" وہ فکر مندی سے بولا۔ لیلک نے مسکرا کے فون کو دیکھا اور آنکھیں موند لیں۔

"میں کوئی چھوٹی بچی نہیں جو آپ پریشان ہو گئے۔" وہ ہونٹوں پہ مسکراہٹ روک کے بولی۔ مقابلہ دہشتی سے ہنسا۔

"محبت ہے تم سے، تمہاری پرواہ کرتا ہوں۔" شہریار عالم نے اسکے گرد محبت کا حصار کھینچا۔ اس نے گہری سانس لی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ حباواں ماز قلم علیشہ انصاری

"آپ اپنے پیرنٹس کو کب بھیج رہے ہیں؟ اس خان صاحب کو ہمارے بارے میں معلوم ہو چکا ہے اس نے کسی دن بھائی کو الٹی سیدھی پٹی پڑادی تو معاملہ سنگین ہو جائے گا۔ اور بھائی بھی حریز کے رشتے پہ فورس کر رہے ہیں میں زیادہ دن روک نہیں سکوں گی۔" آہستہ سے اس نے چہرے پہ بکھری زلفوں کو کان کے پیچھے اڑس دیا۔

"بس مام پاکستان واپس آجائیں تو میں انکو ڈیڈ کے ساتھ رشتے کے لیے بھیجوں۔ تم پریشان مت ہو تمہاری شادی صرف مجھ سے ہی ہوگی۔ لیک خانزادی شہریار عالم کے سوا اور کسی کی نہیں ہو سکتی۔" وہ محبت بھرے لہجے میں بولا اور آخر میں لہجہ کبھ جنونی سا ہوا۔ لیک کی دھڑکنوں میں ہنگامہ برپا ہوا۔

ایک شہریار ہی تو تھا جو اس سے محبت کرتا تھا۔ جس سے وہ محبت کرتی تھی۔ جو اسے سمجھتا تھا۔ جو اسے گھنٹوں سننے کیلئے آمادہ رہتا۔

"میں آپکو پہلے ہی بتا دوں میں جاب، یا اپنا بزنس کرنا چاہتی ہوں۔" وہ لب دبائے شرارت سے گویا ہوئی۔ اس لیک میں اور جو گھر والوں کے سامنے لیک ہوا کرتی تھی ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ کوئی کہہ سکتا تھا لیک اتنا میٹھا بھی بول سکتی ہے؟

"شادی کے بعد کر لینا۔ ڈیڈ کا بزنس ہی جو اُن کر لینا۔ میں تمہیں روکو نہ گا نہیں۔ تم۔ اپنے خوابوں کی تکمیل آزادی سے کر سکتی ہو۔" وہ سیگریٹ کا کش بھر کے گھمبیرتا سے بولا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ حباواں ماز قلم علیشہ انصاری

"آپکے ڈیڈ کی کمپنی میں میرا کوئی کام نہیں۔ میں فیشن ڈیزائنر ہوں۔ بٹ تھینک یو، اگر آپ میری زندگی میں نہ ہوتے تو یہ ایک بھیانک خواب رہ جاتی۔" اس نے اداسی واضح نہیں ہونے دی پر تلخی سے بولی۔ شہریار نے سرد آہ بھری۔

وہ اسکی زندگی کے ہر پہلو سے واقف تھا۔

"ایک خوبصورت زندگی تمھاری منتظر بیٹھی ہے، بس کچھ دن مزید انتظار پھر تم ہمیشہ کیلئے میرے پاس آ جاؤ گی۔ پھر تمھارے طعنے کسنے والے گھر والے تمھاری زندگی سے دور ہو جائیں گے۔ انکا سایہ بھی میں تم پہ پڑنے نہیں دوں گا۔" وہ نہایت ہی خوبصورتی سے کہتا اسکے دل میں اتر رہا تھا۔

کافی دیر ان دونوں کی گفتگو جاری رہی۔ لیلیک کو معلوم نہیں ہوا تھا کب وہ اسکی باتوں کے اثر میں نیند کی وادی میں جا پہنچی۔ جہاں صرف وہ تھی اور شہریار عالم اور اسکے خواب۔

وہ دونوں یونیورسٹی میں ملے تھے۔ دونوں کا تعلق الگ ڈیپارٹمنٹ سے تھا۔ پران لوگوں کا ایک گروپ بن گیا تھا۔ جس میں دولڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ یونیورسٹی کے بعد بھی اکثر وہ لوگ مل لیا کرتے تھے۔

★★★

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری  
تقریباً ساڑھے گیارہ تک سنہرے میکال کے ساتھ گھر واپس لوٹی وہ اپنے کمرے میں ہی آگئی۔ صبور تو جیسے اسکے  
انتظار میں بیٹھی تسبیح کے دانے ایک بعد ایک گرا رہی تھیں۔

"سوری امی تھوڑی دیر ہوگئی، آپ پریشان ہوگئی ہوگئی۔" بیگ کندھے سے اتار کے اس نے ٹیبل پہ رکھا۔ پنک  
لان کے سوٹ کے امتزاج سے ہی ملتے جلتے رنگ کا بیگ تھا۔ اس میں سے موبائل نکالا۔

"میکال کے ساتھ تھیں تم، تو مجھے کیا پریشانی لاحق ہوئی تھی۔ ویسے دیر کیوں ہوگئی؟" انھوں نے تشویش سے  
پوچھا۔ خوشی سے چہرہ ٹمٹما رہا تھا۔ سنہرے گہرا مسکرائی۔

"ڈنر کے بعد ہم چھوٹی سی لانگ ڈرائیو پہ چلے گئے تھے بس اسی لیے دیر ہوگئی۔" اس نے خوشگواہی سے  
بتایا۔ موڈ بہت اچھا تھا وجہ میکال کے ساتھ اس کا وقت بہت اچھا گزرا تھا۔

"اسکا انداز کیسا تھا؟" وہ اس کو پاس بٹھاتے ہوئے تشویش سے بولیں۔ سنہرے کے چہرے کے زاویے عجیب سے  
ہوئے۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب کہ میرا بھتیجا تمہیں پسند کرنے لگا ہے کہ نہیں؟ میں چاہتی ہوں جلد از جلد تمہاری شادی ہو جائے۔"



ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری  
"پر مجھے یہ سب اتنا آسان نہیں لگتا۔ لیک کبھی ایسا نہیں ہونے دیگی۔ وہ مجھے کبھی اپنی بھابھی بنانا پسند نہیں  
کرے گی۔ خیر کونسا مجھے وہ نند قبول ہے۔" اس نے سخت بے زاری سے کہا۔

"اسکی ٹینشن نہ لو، بھائی کی پسند کے آگے بے بس ہو جائے گی۔ اور ویسے بھی میکال اسکی شادی کا سوچ رہا  
ہے۔ بہت جلد اس سے جان چھوٹ جائے گی۔"

"ان شاء اللہ۔" سنہر بڑبڑائی۔

"پر اماں جان کی سمجھ نہیں آرہی۔ نیا شو شا چھوڑا ہے کہہ رہی ہے یہ گھر لیک کے نام کر دینگی۔ انکو اپنی پوتی کے  
علاوہ اور دوسرے بچے نظر نہیں آتے۔"

صبور کا لہجہ بخت کڑوا ہو گیا اپنی سگی بھتیجی کیلئے نفرت آنکھوں میں ہلکورے لینے لگی۔ یہ گھر تابندہ کے نام تھا اور  
وہ اسے لیک کے نام کرنا چاہتی تھیں۔ انھیں اندازہ تھا انکے بعد اس گھر کے لوگ لیک کی کھٹیا کھڑی کر دیں گے  
بس وہ اسے تحفظ دینا چاہتی تھیں۔

اور یہ فیصلہ انھوں نے آج رات کے کھانے پہ سنا دیا تھا جو سن کر چاچو چاچی پھپھو سب کو مرچیں لگ چکی تھیں۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"بھاڑ میں گیا گھر مجھے تو بس میکال سے مطلب ہے۔ امی نانو سے بات کریں نارشتے کی۔" وہ انکا گھٹنا پکڑ کے بیٹھ گئی۔ صبور نے اسے گھورا۔

"چھوری تو پگلا گئی ہے۔ ابھی ہتھیلی پہ سر سو نہیں جمانا۔ ورنہ کام بگڑ جائے گا۔ لیلیک اور اس گھر کا کچھ کرنا پڑے گا تب راستہ صاف ہو گا۔ اچھا اب پرے ہو۔" وہ چالبازی سے کہہ رہی تھیں۔ سنہر نے اٹھ کے موبائل چار جنگ پہ لگایا۔

"مجھے نہیں پتا کچھ 'جلد از جلد سر سو گھی میں جمائیں، میں بچپن سے منتظر بیٹھی ہوں۔" نیند کا خمرا اس پہ چڑھنے لگا وہ چڑچڑے پن سے بولی۔

"چل محاورہ تو خراب نہ کر، سو جا میں کچھ سوچتی ہوں۔" اسکا کندھا تھپک کر وہ کمرے سے نکل گئیں۔ سنہر بیڈ پہ گرنے کے انداز لیٹ گئی۔ زہن میں میکال کی باتیں گردش کرنے لگیں۔ بے ساختہ اس نے بال چھوئے جو میکال نے اسکے کان کے پیچھے اڑس دیے تھے۔ مسکراتے ہوئے اس نے کروٹ لی اور کھسک کر اوپر ہو کے لیٹ گئی۔

★★★

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری  
لانگ شرٹ میں ملبوس وہ بالوں کو کمر پہ کھلا چھوڑے کمرے سے باہر نکلی۔ صبح ہو چکی تھی حویلی بھی روشنیوں  
میں نہائی ہوئی تھی 'سبھی ملازم صاف ستھرائی میں انہماک سے مشغول تھے۔ حویلی میں سب کی چہل قدمی جاری  
تھی۔

وہ ڈائننگ ٹیبل کی اپنی مخصوص کرسی پہ آکے بیٹھ گئی۔ تابندہ سربراہی کرسی پہ موجود تھیں۔ جب کہ ارد گرد  
کی کرسیوں پہ باقی سب، پرانے قریبی دائیں بائیں میکال اور لیک بیٹھے تھے۔

"گڈ مارننگ.." تبھی سنہر بھی مسکراتی ہوئی آگئی اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ وہ عین لیک کے برابر میں بیٹھی  
تھی۔ تاکہ با آسانی میکال کو دیکھ سکے۔  
"بھائی کیا آپ آج بھی بڑی ہیں؟"

ناشتہ کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔ میکال نے سرے سے سرہاں میں ہلایا۔

"ہاں ایک میٹنگ ہے آج، تمہیں کوئی کام ہے؟" چائے کا گھونٹ بھرتے اس نے سر سری پوچھا۔  
"ہاں، پر ڈینٹل کلینک جانا تھا۔" وہ کچھ ادا اس ہوئی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"چند ایو شیع کے ساتھ چلی جایا کرو، میں اسے بول دوں گا۔" یو شیع اسکا قابل اعتماد ملازم تھا اپنی بہن کے پک اینڈ ڈراپ کی ذمہ داری اس نے یو شیع کو ہی دے رکھی تھی۔

وہ محبت سے پچکار کے بولا تو اس نے فٹ سر ہلایا۔ بس زرا اسی اسے توجہ مل جاتی تو وہ اس پہ من بھر خوش ہو جاتی تھی۔ وہ جانتی تھی خاندان والے اسکے بھائی کو اس سے دور کرنے کی بہت کوششیں کرتے ہیں اور وہی نفرت اسکے دل میں بھی ڈالنا چاہتے جو ان لوگوں نے اسکے لیے پال رکھی ہے۔ پر پوری طرح وہ کامیاب نہیں ہو سکے تھے۔ میکال مصروفیات کی وجہ سے لیلیک پہ بالکل توجہ نہیں دے پاتا تھا۔

وہ سمجھتی تھی پر اکثر اسکا بھائی زیادتی کرنے لگا تھا اور یہ اسے کھٹک رہا تھا بری طرح!

"ارے ہاں علی کی بھی داڑھ میں تکلیف ہو رہی تھی نا لیلیک اسے بھی ساتھ لے جانا۔" تابندہ بیگم نے یاد آتے کہا جس پہ چچی چونک گئیں۔

"نہیں ماں جی میں خود لے جاؤں گی۔ بہتر ہے علی اسکے ساتھ نہ جائے کہیں میرے بچے... " وہ مزید کچھ کہتیں میکال کی سخت نظر اٹھنے پہ خاموش ہو گئیں۔ لیلیک کو امید تھی بھائی کچھ بولے گا پر وہ پھر نہیں بولا۔

"نہیں دادو میں فالتو لوگوں کو ہر گز لے کر نا جاؤں۔" تڑاخ سے جواب آیا تھا۔ منہ میں سینڈ وچ رکھتے علی کا منہ مزید پھول گیا۔ میکال نے لیلیک کو گھورا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"بھائی انکو بھی تو دیکھیں۔ ہر کوئی میرا دشمن بنا پھر رہا ہے۔ میرا کیا قصور؟ میں تو اتنی لاعلم تھی یہ تک نہیں جانتی تھی کہاں جا رہی ہوں۔ تو پھر کیوں روز منحوس ہونے کا طعنہ سنوں؟ آپکے پیٹھ پیچھے یہ سب مجھے کاٹ کھانے کو دوڑتے ہیں۔" اچانک اسکے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا۔ وہ چیخ اٹھی اور ہاتھ کپ پہ مارا جو سنہرے ہاتھ پہ چھلکا۔ پر گرم چائے ان دونوں کے ہی ہاتھ پہ گری۔ سنہرے تڑپ کے کھڑی ہوئی۔

"ارے پاگل لڑکی کیا میری اکلوتی بیٹی کو مار دیگی۔" صبور پھپھو تنکتی ہوئی سنہرے کے پاس پہنچی۔

اسی اثناء میں یوشع اندر آیا۔ ماحول کی گرما گرمی دیکھ وہیں ٹھہر گیا۔

خانزادی کی آنکھ میں آنسو تھے، میکال اٹھ کے اسکے پاس آیا اور اسکا ہاتھ تھاما وہ رونے لگی۔ بھائی کی غیرت کو کافی جگا چکی تھی اتنی اداکاری کافی تھی۔ روتے ہوئے وہ اسکے گلے لگ گئی۔

"بس کچھ نہیں ہوا۔ چائے گرا کے اپنا ہی نقصان کر لیا۔ اتنا غصہ صحت کیلئے اچھا نہیں ہوتا۔" وہ اسے کندھے سے لگائے پیار سے سمجھاتے ہوئے بولا۔ لیلیک آنسو صاف کر کے پیچھے ہوئی اور سر اٹھا کے ترچھی نگاہ سے سنہرے کو دیکھا۔

تابندہ نے اپنی جگہ چھوڑی تو میکال انکی کرسی کھینچ کے بیٹھ گیا اور اسے بھی کرسی قریب کر کے پاس بیٹھایا۔ اور ناشتہ کروایا۔ تابندہ مسکرا کر ان دونوں بہن بھائیوں کو دیکھنے لگیں۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"چاچو آپ آفس چلے جائیں میں آج دیر سے آفس آؤنگا۔" زبیر کو دیکھ کر اس نے کہا۔

ان دونوں بہن بھائی کی محبت پہ سب کو سانپ ہی سونگھ گیا تھا۔ چاچو کی جانب سے لیلک کو تکلیف نہیں پہنچی تھی پر انکی جو بیگم تھیں وہ شاید شیطان کی سسرالی تھیں۔

"نہیں بھائی آپ چلے جائیں، آپکی میٹنگ بھی ہے۔ یوشع آگیا میں اسی کے ساتھ چلی جاؤنگی۔" لیلک کی نگاہوں کی سمت اس نے دیکھا۔ یوشع شش و پنج میں مبتلا کھڑا تھا۔

"سوری سر، یہ فائل دینی تھی اس لیے صبح آنا پڑا۔" اس نے فائل بڑھائی تو زبیر صاحب نے آ کے تھام لی۔

"چلو اچھا ہوا آگئے لیلک کو لے جاؤ زرا۔ میرا میٹنگ اٹینڈ کرنا بے حد ضروری ہے۔"

"اوکے سر۔" یوشع نے ایک نگاہ لیلک پہ ڈال کے ہٹالی۔ سنہر کو دیکھا جو ہاتھ کی جلن پہ سرخ پڑ چکی تھی۔

"بھائی ایک ریکوسٹ کروں؟ پوری کریں گے۔" میکال کے کھڑے ہونے پہ اس نے پوچھا۔ پھپھو کے کان کھڑے ہوئے۔

"بولو۔" اس نے کوٹ اٹھا کے بازوؤں سے گزار کے پہنا۔ اس پورے واقعے میں اسکی نگاہ ایک بار بھی سنہر پہ نہیں گئی تھی۔ اور یہ محسوس کر کے سنہر کو تکلیف ہوئی تھی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"آپ شادی کر لیں، ایک بھابھی آجائیگی تو میرا بھی گھر میں دل لگے ورنہ یہاں تو سارے.. خیر آپ ہاں کریں لڑکی تیار بیٹھی ہے۔" لیلیک نے بھی آج کوئی قسم کھائی رکھی تھی پھپھو کو ہارٹ اٹیک دلانے کی۔

"کیوں پھپھو؟" اس وقت وہ پھپھو کو کسی ناگن سے کم نہیں لگی تھی۔ آنکھیں پٹا کر میٹھے چاشنی جیسے انداز میں پوچھا۔

"ہاں بالکل اب شادی کی عمر ہو گئی ہے۔ لیلیک کے ساتھ ہی میں تمہاری شادی کرونگی۔ ایک جائے تو دوسری آئے۔" تابندہ آرام سے بولیں۔

"اماں کوئی ہے آپکی نظر میں میکال کے لیے؟" چچی نے میٹھے لہجے میں پوچھا۔ صبور اور سنہر کی آنکھوں میں روشنی چمکی۔ دونوں نے تابندہ کودیکھا۔

"چچی جان میں اپنی بھابھی خود لاؤنگی۔ بھائی شزا آپکے لیے بیسٹ رہے گی۔ وہ بہت اچھی لڑکی ہے اچھی فیملی سے تعلق رکھتی ہے اور بہت ہی سگھڑ بھی ہے۔ اور مزے کی بات اسکی ہائیٹ بھی بالکل پرفیکٹ ہے۔ بونی بطخ بالکل نہیں وہ۔" سگھڑ اور بونی بطخ پہ زور دیتے اس نے اطمینان سے دوسروں کا سکون غارت کرتے کہا۔ اور بہت ہی خوبصورتی سے سنہر کے قد پہ چوٹ کر دی۔ سنہر کا بس چلتا تو لیلیک کو وہیں گاڑھ دیتی۔ میکال خاموش تھا۔



ست رنگی تیرے رنگ میں رنگِ حباواں مازِ قلمِ علیشہ انصاری

اس نے مڑ کے سنہرے فق زدہ چہرے کو دیکھا جو اسکی بات کے زیرِ اثر تھا۔ لیلیک نے بھرپور طنزیہ مسکراہٹ اس پہ اچھال دی سنہرے دانت پیسے۔

"اچھا چلو یہ سب بعد میں سوچیں گے ہاتھ پہ ٹیوب لگا لینا اور جاؤ کل تک تو دانت میں بڑی تکلیف تھی۔" وہ تھوڑی سختی سے بولا تو لیلیک کا سنہرے کو دیکھنے کا تسلسل ٹوٹا اس نے پلکیں جھپکائیں۔

"جی میرے پیارے بھائی۔"

بہت ہی محبت سے کہا۔ میکال مسکرا دیا اور اسکے سر پہ ہاتھ رکھا۔

لیلیک نے کچھ لوگوں پہ یہ حقیقت آشکار کر دی تھی کہ لیلیک خانزادی میکال خانزادہ کی بہن ہے۔ وہ اس سے منہ موڑ نہیں سکتا۔ اسکی اولین ترجیح اسکی بہن ہے اور اسکی نظروں میں اپنی اہمیت بھی وہ واضح کر گئی تھی جو کچھ لوگ بھول چکے تھے۔ اور شادی والی بات اس نے سنہرے کو وارن کرنے کیلئے کہی تھی۔

★★★

میکال اور چاچو کے آفس جانے کے بعد وہ بھی کلینک جانے کے لیے نکل رہی تھی۔ یوشع کو آج پھر اس نے انتظار کر کے تھکا دیا تھا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری  
وہ گھر کے اندرونی دروازے سے نکل کر پورچ کی طرف جا رہی تھی تبھی صبور پھپھو دندناتی ہوئی آگئیں۔  
"کیا ہوا پھپھو؟ کون سی ٹرک کی بتی کے پیچھے بھاگ رہی ہیں؟" انکے چہرے پہ پریشانی دیکھ وہ استفسار کرنے لگی۔

"رفیق کوڈھونڈ رہی ہوں کچھ سامان مانگو انا ہے پر شاید وہ آیا نہیں ابھی۔"

"آپکو کیا منگو انا ہے؟" اس نے ابرو اچکائی۔

"ارے بھئی دوائی منگوانی ہے۔ ماں جی کی دوائی ختم ہو گئی ابھی آخری خوارک دے کر آئی ہوں۔" انکے ہاتھ میں سلپ موجود تھی۔ لیلک نے تھام لی۔

"میں لے آؤنگی آپ پریشان نہ ہوں۔" وہ سر ہلاتی آرام سے بولی۔ پھپھو نے بغور اسے دیکھا۔

"اور سوری پھپھو۔ سنہرے ہاتھ پہ چائے غلطی سے گر گئی تھی، اسکو نقصان پہچانے کا میرا ارادہ نہیں تھا۔" دوپٹہ گلے میں درست کرتے اس نے اطمینان سے کہا۔ شرمندگی کے آثار تو دور دور تک چہرے پہ عیاں نہیں تھے پر وہ معافی مانگ رہی تھی یہی بڑی بات تھی۔

"شکر تمہیں اپنی غلطیوں کا احساس تو ہوا۔" انھوں نے طنزیہ ہنکار کے کہا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری  
"غلطیوں نہیں صرف غلطی! جو کچھ دیر قبل مجھ سے ہوئی۔ باقی جو کچھ میں کرتی اس پہ مجھے کوئی افسوس  
نہیں۔ کیونکہ میرے ساتھ بھی بچپن سے یہی ہوتا آرہا ہے باتیں سننا وغیرہ وغیرہ.... اب زبان میرے پاس  
بھی ہے۔"

اور ویسے بھی خانزادی جو کرتی ہے ڈنکے کی چوٹ پہ کرتی ہے۔ چاہے نتیجا پھر کچھ بھی نکلے۔ "ایک ایک لفظ جما  
جما کر کہتی وہ شان سے بال ہوا میں اڑاتی نکل گئی۔ راستے میں ہی یوشع ملا جو اسے بلانے آیا تھا۔ یقیناً اس نے بھی  
پھپھو بھتیجی کی گفتگو سن لی تھی۔

"پرکٹی کبوتری کی کیٹ واک ختم نہیں ہوتی۔" پھپھو اسکے بال اچھالنے پہ چوٹ کرتی اندر چلی گئیں۔  
لیک پچھے بیٹھنے کی بجائے آگے ہی بیٹھ گئی۔ یوشع نے بھنواچکا کے اسے دیکھا۔

"اپنی ٹیچ بٹن آنکھوں کو سنبھال کے رکھو یہ نہ ہو میں نکال پھینکوں اور ان سے کنچے کھیلوں۔"

اسکے دیکھنے پہ وہ دوائی کے پرچے کو دیکھتے ہوئے بولی۔ یوشع نے تحمل سے سرد آہ بھری۔ (آپ سے یہی بعید کی  
جاسکتی ہے)

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"اتنی حسین نہیں آپ جو اماری ٹچ بٹن آنکھیں آپکو دیکھنے کیلئے مری جائیں۔" ریسورس گئیر پہ ڈال کے اس نے گاڑی پورچ سے نکال کے مین گیٹ سے باہر نکالی۔ پیچھے سے گارڈ نے دروازہ بند کر دیا۔ اب وہ اسٹیرنگ پہ ہاتھ جمائے سامنے دیکھ کر ڈرائیو کر رہا تھا۔

"اوہ تمہاری زبان میری پھپھو کی طرح چلنے لگی ہے۔" وہ متاثر کن تاثرات دے کر بولی۔

"استغفر اللہ۔" وہ دل میں بڑبڑایا۔

"ویسے آپ سب سے لڑ لڑ کر تھکتی نہیں ہیں؟ آپکی زبان بھی ماشاء اللہ کافی جوہر دکھاتی ہے۔" اسے آج تو دلچسپی ہو گئی تھی کہ معلوم ہو کہ یہ لڑکی اتنا کیسے لڑ لیتی۔ اور فرق بھی نہیں پڑتا کسی کے کچھ بھی کہنے سے۔

"سب کو لائن پہ رکھنے کے لیے جوہر دکھانے پڑتے ہیں۔" پرچہ مٹھی میں دبائے سامنے روڈ پہ دیکھ کر اس نے کہا۔ اسکا انداز کچھ عجیب ہوا۔ بے اختیار یوشع کی نگاہ اٹھ کے اس کے سر دچہرے پہ گئی۔ جس نے زمانوں کی سختی خود میں سمیٹ لی تھی۔

"لڑائی میں پہل ہی وہ لوگ کرتے ہیں پھر جواب نہ دوں تو گستاخی ہوگی۔"

"آپ اگور بھی کر سکتی ہیں۔" نظر ہٹائے اس نے آرام سے کہا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"سوری ٹوسے، یہ ٹرپر وڈکشن اگنور کرنے والے لوگ نہیں۔ اور تم کیا ناشتہ کر کے نہیں آئے جو میرا دماغ کھا رہے ہو؟ منہ میں ایلفی ڈال کے بیٹھ جاؤ بس اب بہت سن لی میں نے تمھاری کچ کچ۔" وہ عاجز آ کر بولی اور میوزک پلیئر آن کر دیا۔ جب کہ یو شیع اسکے کہے لفظ 'ٹرپر وڈکشن' پہ سوچ رہا تھا۔ پھر خیال جھٹک کے ڈرائیونگ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"اب کیا ہوا؟ کیوں روک دی گاڑی؟"

تھوڑے فاصلے پہ جا کے یو شیع نے گاڑی روک دی تھی۔

"سڑک پہ ڈیٹ مارنے کے لیے تو نہیں روکی...."

"تمھیں منہ کون لگائے گا؟" لیلیک نے سن گلا سزا تار دیے۔

"اسکول میں کافی لڑکیاں تمھیں جو اماری ایک جھلک دیکھنے کیلئے مرتی تھیں۔" کان کی اس نے لو مسلی۔

"بیچاری... خیر کیا تم عورتوں کی طرح چونچیں لڑا رہے ہو۔ گاڑی کیوں روک دی؟"

"عقل تو آپکو چھو کر نہیں گزری۔ ظاہر ہے گاڑی خود بند پڑ گئی۔ شاید انجن گرم ہو رہا ہے۔" وہ بہرا کر گاڑی سے

اترا اور آگے کا بونٹ اٹھا کر معائنہ کرنے لگا۔ لیلیک تشویش کے مارے باہر نکل آئی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"اتنی گرمی میں آپ کیوں باہر نکل آئیں؟ بیٹھ جائیں اندر۔" یوشع نے اسکے باہر نکلنے پہ سر اٹھایا تھا۔ وہ بازو ارد گرد لپیٹے کھڑی اسے کاروائی کرتا دیکھ رہی تھی۔ پانی کی بوتل اسکے ہاتھ میں تھی۔ سر جھکا کے وہ پانی ڈالتے ہوئے بولا۔

"بے فکر ہو پگھل نہیں جاؤنگی۔"

"اف کورس آپ کیسے پگھل سکتی ہیں آپ تو ہیں ہی پتھر کی مورت کسی میوزیم میں لگا دینا چاہیے۔" آنکھیں چھوٹی کیے جتا کر کہتا واپس کام میں لگ گیا۔ لیلک اگنور کرتی گاڑی کی پچھلی طرف بڑھی۔ سڑک پہ گاڑیوں کی آمد و رفت جاری تھی۔ سورج سر پہ چڑھا آگ برسا رہا تھا۔

سڑک کے دونوں اطراف میدانی علاقہ 'بنجر زمین' تھی۔ اور بڑے بڑے ٹاور کھڑے تھے۔ ابھی لیلک نے سہی طرح معائنہ کیا نہیں تھا ایک بانیک سوار گزرنے لگا جسکے پیچھے دو مزید افراد بیٹھے تھے، انھوں نے بانیک عین اسکے سامنے روکی۔

"میڈم جی کیا ہوا؟ ہم لفٹ دے دیں کیا؟" پیچھے بیٹھا اوباش لڑکا دل پھینک انداز میں بولا۔

"ہاں چلو پولیس اسٹیشن چھوڑ دو۔" ان لو فرز کو دیکھ وہ تڑخ کر بولی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگِ حباواں مازِ قلمِ علیشہ انصاری

"ارے میڈم جی غصہ پیو۔ ہمارا دل بہت بڑا ہے لفٹ دے دیگے آپکو۔"

"اور میری جوتی بہت بڑی۔ منہ توڑ دو رنگی دفع ہو جاؤ۔" وہ اب زور سے چیخی تھی تو یوشع متوجہ ہوا پہلے وہ لوگ آہستہ آہستہ گفتگو کر رہے تھے۔ گاڑیوں کے شور کی وجہ سے یوشع بے خبر تھا۔ آواز سن کے پچھلی طرف سے وہ لیلک کے پاس آنے لگا۔

"جانِ من تم تو غصہ ہی ہو گئی، اس پتی دھوپ میں پگھل جاؤ گی کچھ خیال کرو اس حسن کا۔" دوسرا شخص جو آگے بیٹھا تھا بانیک کے ہینڈل پہ جھک کر دل فریبی سے اور قہقہہ لگاتے بولا۔ لیلک کا چہرہ غصے سے جھلنے لگا۔ ایک لڑکی اب سڑک پہ سکون سے کھڑی رہ بھی نہیں سکتی؟

"خانہ خراب کا بچہ گھر میں تیری ماں بہن نہیں جو سڑک پہ کھڑی عورتوں کی فکر میں جھلس رہا۔" کف لنک چڑھاتا یوشع لیلک کے اوٹ سے سامنے آیا اور بھاری آواز میں غصہ کرتے بولا۔ نکھرا نکھرا پٹھانوں والا انداز۔ بھوری آنکھیں دھوپ کی شدت سے اس نے چھوٹی کی ہوئی تھیں۔ تنے ہوئے نقوش لیے غصے سے انھیں دیکھنے لگا۔ لیلک اب اسکی پشت پہ تھی جیسے منظر سے غائب ہی ہو گئی ہو۔

"خان صاب خوبصورت مال جب سرے عام کھڑا کرو گے تو کھیاں بھنبھناتی ہوئی تو آئیں گی نا۔" یوشع کو دیکھ فرار ہونے سے پہلے وہ لڑکا بلند آواز میں چلا کر کہتا بانیک اڑاتا آگے نکل گیا۔



ست رنگی تیرے رنگ میں رنگِ حباواں مازِ قلمِ علیشہ انصاری  
"ڈر گئے کمبخت، صرف عورت کے سامنے انکی مردانگی چل سکتی ہے۔" لیلیک تنفر سے پھنکاری۔ اسکی آنکھوں  
میں غصہ واضح تھا۔

"یہ مردانگی نہیں بے غیرتی اور بے شرمی تھی۔" یوشع نے چبا کر تصحیح کی لیلیک نے آنکھیں گھمائیں۔ یوشع نے  
گہری سانس فضاء کے سپرد کی۔

"آپ ٹھیک تو ہیں؟"

ان اوباش لڑکوں پہ سے دھیان ہٹا کے وہ اسکی جانب مکمل گھوما اور تفکر سے پوچھا۔ لیلیک کے چہرے کے زوایے  
بگڑے۔

"کیا ہے؟ وہ لائن مار کے گئے ہیں ناکہ کوئی ڈنڈا جو میں کہوں کہ میں ٹھیک نہیں ہوں۔ سارے موڈ کا ستیاناس  
کر دیا۔ سکون سے باہر کھڑے رہ بھی نہیں سکتے۔" آنکھیں چڑھا کے وہ اکھڑے لہجے میں بدک کر بولی۔ یوشع  
نے تحمل سے گہری سانس لی۔

"جب اس طرح مرکزِ نگاہ بن کے کھڑی ہو گئی تو آوارہ کتے ضرور آئیں گے۔" اس نے صاف اسکے حلیے پہ چوٹ  
کی جس سے لیلیک کو آگ ہی لگ گئی۔ بال کھلے تھے 'دوپٹہ برائے نام گلے میں پڑا تھا' ہونٹوں کو مزید گہری لب

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری  
اسٹک سے سرخ کیا گیا تھا۔ آنکھوں میں وافر مقدار میں کاجل کی موٹی لکیر تھی جو ہمیشہ ہی ہوا کرتی تھی جس  
سے اسکی سیاہ آنکھیں مزید پرکشش اور خوبصورت لگا کرتی تھیں۔

یوشع کی جرت پہ لیلک نے ششدر نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"تمہارا مطلب کیا ہے؟ اس میں میری غلطی ہے؟ میرا لباس برا ہے؟ میں بے شک پردہ نہیں کرتی شاید یہ ہی  
میری غلطی ہو پر اگر کوئی باپردہ بھی یہاں کھڑی ہوتی تو وہ لوگ یہی بکواس کرتے۔" وہ غرا کر اسکے چہرے کے  
قریب اپنا چہرہ کیے بولی۔

"اونہوں۔ غلطی تو اس گاڑی کی ہے جو یہاں بند پڑ گئی۔" یوشع نے سر جھٹکا۔ "بات پردے کی ہی ہے یہ روپ تو  
ان غلیظ نگاہوں سے پردے میں رہتا نا!" وہ صاف کہتا بونٹ کی طرف بڑھ گیا۔ خانزادی نے آج تک اسکے  
سامنے اپنی غلطی مانی ہے جواب قبول کرتی۔ بحث لمبی کیے بغیر وہ ہٹ گیا۔ لیلک نے ہوا سے اڑتے بال پیچھے کیے  
اور گاڑی میں جا کے بیٹھ گئی۔

کسی نے گاڑی کا شیشہ بجایا۔ لیلک نے سر اٹھایا تو چہرہ کھل اٹھا وہ جھٹ باہر نکلی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"شیری آپ یہاں کیسے؟" یوشع نے یہ منظر سخت کوفت سے دیکھا۔ "آگیا می ڈیڈی... ایک جوان سالہ خوب رو مرد لیک کے مقابل کھڑا تھا۔ جسکے لبوں پہ دھیمی سی مسکان راج کر رہی تھی۔ یوشع کو شدید اس سے جیلیسی فیل ہوئی اور کچھ کمتری کا احساس بھی ہوا۔ جسے گہرا سانس بھر کے لمحوں میں زائل کر دیا۔

"میں یہاں سے گزر رہا تھا۔ خیر چلو میں تمہیں ڈراپ کر دوں کب تک انتظار کرو گی گاڑی ٹھیک ہونے کا۔" شہریار نے آنکھوں پہ سے چشمہ ہٹایا۔ لیک پر سوچ نگاہ سے اسے دیکھنے لگی۔ تبھی یوشع بونٹ بند کرتا انکے پاس آیا۔

"میڈم گاڑی ٹھیک ہو گئی ہے، چلیں۔" شہریار کو نظر انداز کرتا وہ آرام سے بولا۔

"تم پہنچو میں شہریار کے ساتھ وہاں آ جاؤ گی۔" لیک کی ترکیب پہ یوشع کو اچھنبا ہوا۔ ابھی وہ اسکی ذمہ داری تھی وہ کیسے کسی اور کے ساتھ اسے جانے دیتا۔ آخر وہ اپنے سر کے سامنے جوابدہ تھا۔ وہ ایک شریف انسان تھا اپنے کام سے مخلص! اپنے باپ کا نام وہ ڈوبانا نہیں چاہتا تھا۔ بڑی مشکل سے اس نے میکل سے لیک کی شہریار عالم سے دوستی والی بات چھپائی ہوئی تھی وہ بھی اس لیے کہ لیک نے بتایا تھا کہ وہ رشتہ لائے گا۔

"جاؤ یوشع میں شیری کے ساتھ وہاں پہنچ جاؤ گی۔" وہ برہمی سے بول کر شہریار کی گاڑی کا دروازے تک آگئی۔ یوشع ان دونوں کی پشت گھورتا رہ گیا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری  
"غریب تباہ دے۔" منہ میں بڑبڑایا۔ کچھ ہی دیر میں وہ گاڑی سڑک پہ رواں ہو گئی اور نظروں سے دور جاتی  
دکھائی دی۔ یوشع جھنجھلا کے ڈرائیونگ سیٹ کی طرف آیا اور گاڑی میں بیٹھ کے انکے پیچھے ہی نکل پڑا۔

★★★

"تمہارے دانت میں اتنی تکلیف کیوں ہے؟" سامنے دیکھتے ہوئے شہر یار نے پوچھا۔ وہ نک سبک سائتار  
تھا۔ جیل سے سیٹ بال۔ بلیک ٹی شرٹ سے سفید کسرتی بازو جھلک رہے تھے۔  
"بادی کا درد ہے۔ گوشت وغیرہ کھالوں تو بہت درد ہوتا ہے اب دیکھتے ہیں ڈینٹسٹ کیا بتاتا ہے۔" وہ کمر سیٹ  
کی پشت سے ٹکا کر بیٹھ گئی۔  
"اچھی لگ رہی ہو۔" وہ اسے دیکھ کر بولا تو لیلیک مسکرا دی اور سر جھکا لیا۔

ٹریفک کی وجہ سے گاڑی کچھ دیر رکی۔

"یار یوشع تو فارغ کب ہو گا؟"

یوشع نے منزل کی کال ریسیو کی اور فون اسپیکر پہ کر دیا۔

"خانزادی کی غلامی سے نجات ملے تو آزاد ہوں۔" وہ چبا کر بولا اور چیونگم سے غبار بنایا۔ مقابل کا قہقہہ گونجا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قسم علیشہ انصاری

"قسم سے مجھے ہنسی آتی ہے تو اسکا ملازم ہے یا اسکے بھائی کا؟"

"الو کا پٹھا ہوں جو بلا وجہ پس رہا ہے۔ اچھی خاصی جاب کر لیتا پر اماں کی زیادہ تنخواہ کی لالچ نے مروا دیا۔ کچھ زیادہ

رقم ملنے پہ آئے روز اس کالی زلفوں والی ناگن کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔"

"یار بس کراتنی بری بھی نہیں ہے وہ۔"

"اسی خوبصورتی پہ بہت غرور ہے انھیں۔"

"چتا بھی تو ہے۔"

"بکو اس نا کر گچی مڑوڑ دینی میں نے تیری۔" وہ تپ کر بولا۔

"اچھا بتا کس بے کا تمھارا کیا پروگرام ہے۔ سب دوست یار جمع ہو رہے سوچا تجھ سے بھی پوچھ لوں۔"

"سہی میں ایک دن کی چھٹی لے لوں گا۔ اچھا اب فون بند کر پتا نہیں مئی ڈیڈی کہاں لے گیا میڈم کو۔" گاڑی

نظروں سے او جھل ہو گئی تھی۔ منزل ہنسا۔

"یار کو ہم نے جا بجا دیکھا... "منزل گنگنایا۔ یوشع کلس کر رہ گیا۔ کال منقطع کر دی اور توجہ ساری ڈرائیونگ پہ

مرکوز کر لی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگِ حباواں مازِ قلمِ علیشہ انصاری

وہ دونوں ٹریفک میں پھنس گئے تھے۔ تبھی کسی بچے نے شیشہ کھٹکھٹایا۔ شہریار نے شیشہ نیچے کیا۔ بچہ گجرے بچ رہا تھا۔ اس نے دو گجرے خرید کر لیلک کی جانب بڑھائے۔

لیلک نے نازک کلائی اسکے آگے کر دی تو مسکرا کر اس نے گجروں کو خانزادی کی کلائی کی زینت بنادیا۔

"یہ بہت خوبصورت ہیں۔"

"بلکل تمہارے دل کی طرح۔"

"نہیں میرا دل خوبصورت نہیں ناگن ہوں میں خانزادہ حویلی کی جو کسی امر بیل کی طرح سب لپیٹ میں لے لیتی ہے۔" وہ پھپھو کے الفاظ مزاحیہ انداز میں بولی شہریار سر جھٹک کے ہنسنے لگا۔

ٹریفک کھلنے کے بعد وہ کلینک پہنچ گئے۔ شہریار جاچکا تھا۔ لیلک نے واپسی یوشع کے ساتھ ہی کی۔ لیلک کے لیے اس نے دروازہ کھولا وہ سکون سے بیٹھ گئی۔ گھوم کر اس نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور زوردار آواز میں دروازہ بند کیا۔

"دماغی توازن بگڑ گیا ہے کیا؟ کیوں یہ ناک کے نتھنے پھلار کھے ہیں؟"

اسکے بگڑے تیور دیکھ کر وہ چڑ کر بولی۔ یوشع نے انگنیشن میں چابی گھمائی اور گاڑی اسٹارٹ کر کے سڑک پہ ڈالی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری  
"آپ کیوں نہیں سمجھتی ہیں؟ یہ سب غلط ہے۔ میں میکال صاحب سے وفادار ہوں انکو سب کچھ  
بتا دوں گا۔" لیلک کی نگاہ اسٹیئرنگ پہ جے یوشع کے ہاتھ پہ گئی اسکی رگیں تن چکی تھیں۔

"تمہیں میرا باپ بننے کا زیادہ شوق نہیں؟ مسئلہ کیا ہے؟ کیوں جلتے ہو شیریں سے؟" وہ قتل کرنے کو آئی۔  
"نا محرم ہے وہ۔ اور آپ سیر سپاٹے کرتے نہیں تھکتی۔ گھر والوں کی آنکھوں میں دھول جھونک رہی ہیں۔" وہ  
چبا چبا کر دھیمے لہجے میں بولا۔ شاید پٹھان تھا اس لیے غیرت جوش مار رہی تھی۔

"اسٹاپ دس نان سینس! ہمت کیسے ہوئی تمہاری یہ سب بولنے کی جاہل گنوار آدمی۔ ایک شہریار ہی ہیں جو مجھے  
سمجھتے ہیں مجھ سے محبت کرتے پر تمہاری ان سے خار ہی ختم نہیں ہوتی۔ اور بڑا محرم محرم کر رہے ہو تو بتاؤ تم بھی  
تو میرے محرم نہیں کیوں بیٹھایا مجھے گاڑی میں!" وہ زہرا گلنے لگی۔ یوشع کو لمحے میں اس سے شدید نفرت  
محسوس ہوئی۔ مٹھی بھینچ کے غصہ ضبط کیا۔

"یہ میرا کام ہے۔ نہ ہی امارے اور آپ کے درمیان کوئی غلط تعلق ہے اسلئے مجھے مسئلہ نہیں! پر آپ تو تمیز ہی بھلا  
بیٹھی ہیں۔ پتا ہے پہلے میں سوچتا تھا شاید آپ صحیح ہیں آپ کے گھر والے آپ کے ساتھ زیادتی کرتے آرہے ہیں۔ پر  
آپ ہیں ہی اسی لائق۔"

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگِ حباواں مازِ قلمِ علیشہ انصاری

جب باتِ عزتِ نفس پہ آئی تو یوشع کا میٹر گھوم گیا اور فرطِ جذبات میں وہ بہت کچھ کہتا چلا گیا۔ تھوڑی بہت جو لیلیک سے اسے ہمدردی تھی سب آج فنا ہو کر رہ گئی۔

"تمہارے ان الفاظ کا جواب میں ضرور دوں گی۔" ماتھے پہ آیا ٹھنڈا پسینہ صاف کرتے کہا۔ یوشع ہنکار ہی سکا۔



رات کا ہی وقت تھا، معمول کے مطابق وہ اپنے کلائنٹ سے آرڈر لینے کا بعد کام پہ لگ چکی تھی۔ یونی کے بعد اس کی ملاقات بریرہ کے بھائی سے ہوئی تھی جو ایک فری لانسر تھا۔ اور بس اس دن کے بعد سے لیلیک بی بی نے یہ کورس بھی شروع کر دیا تھا۔ دوستی کے معاملے میں اسکی قسمت بہت اچھی تھی۔ وہ دوستوں سے بے حد قریب تھی۔

اور سیکھنے کے بعد جب وہ باقاعدہ کام کرنے لگی تو کمرے تک محدود ہو گئی۔ جس پہ پھپھو کا کہنا تھا ہر وقت کمرے میں پڑی پتا نہیں کیا کرتی رہتی ہے۔ یا پھر جب فارغ ہوتی تو باہر گھوم پھر لیا کرتی۔ شاپنگ کرنا تو اسکا پسندیدہ کام تھا۔

فری لانسنگ کے بارے میں گھر میں اس نے کسی کو بھنک تک پڑنے نہیں دی تھی۔



ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

میکال کو بھی نہیں بتایا۔ جب تک بھائی اسے جاب کی اجازت یا بزنس کرنے میں ساتھ نہیں دیتا تب تک کے لیے یہ کام اسے سمجھ آ گیا تھا۔ وہ ہمیشہ سے ہی انڈیپنڈنٹ لڑکی بننا چاہتی تھی۔ اب تو میکال سے خرچ کے پیسے مانگنے کی نوبت نہیں آتی تھی وہ خود آکر اسے پیسے دے جاتا تھا۔

بننا تو اسے ڈیزائنر تھا اب وہ فیشن ڈیزائنر ہو یا گرافک ڈیزائنر کیا فرق پڑتا ہے۔ کورسز وہ کرتی رہتی تھی۔ یہ کام بس اب وہ پارٹ ٹائم ہمیشہ جاری رکھنا چاہتی تھی۔

★ ★ ★

لاؤنچ میں پھپھو چچی سنہر اور علی موجود تھے۔ لیلیک علی کے ساتھ موبائل میں گھسی کچھ دیکھنے میں مصروف تھی اور وقفے وقفے سے دونوں ہنس پڑتے۔ علی سے اسے محبت تھی اس کے لاڈ بھی اٹھاتی تھی اور مارتی بھی تھی۔ اور علی لیلیک آپنی کرتے تھکتا نہیں تھا کیونکہ وہ اسکی ہر خواہش آنکھ بند کر کے پوری کر دیا کرتی تھی۔

"پتا نہیں اس منحوس نے اماں بی پر کونسا جادو کر دیا ہے جواب وہ گھر بھی اسکے نام کرنے لگی ہیں۔" ہمیشہ کی طرح صبور نے نفرت کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ سنہر طنزیہ ہنسی۔

"سنا ہے اماں بی نے کل وکیل کو بلایا ہے۔ مجھے تو زیر بتا رہے تھے۔" چچی نے سراسیمہ سے ہلایا۔

"اپنی میٹھی میٹھی باتوں میں اس نے نانو کو یقیناً پھنسا لیا ہے۔ اوقات سے زیادہ بڑی چیز اسے مل رہی ہے دیکھیں زرا دوسروں کا سکون غرق کر کے خود سکون سے کیسے بیٹھی ہے۔"

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگِ حباواں مازِ قلمِ علیشہ انصاری

سنہر کی نگاہ ایل سی ڈی پر جمی تھی۔ اور یہاں لیلک کا ضبط ختم ہوا۔ وہ لوگ جان بوجھ کر اسکے سامنے دبی دبی سرگوشیاں کر رہے تھے۔ پروہ اتنی دھیمی نہیں تھیں جو وہ سن نہیں پاتی۔

"علی اندر جاؤ۔ لوگوں کو زرا میں اپنی اوقات بتادوں۔" اس نے علی کے ہاتھ سے موبائل لے کر صوفے پہ پٹخا اور آنکھیں دکھا کر اسے بھگا دیا۔

ان تینوں کے چہرے کے زاویے بگڑے۔

"بتانے کی کیا ضرورت ہے ہم جانتے ہی ہیں۔" سنہر کا طنز یہ لہجہ لیلک کو مزید سلگا گیا۔

"پر میں بتانا چاہوں گی اپنی اوقات۔" لب بھنچ کر 'اوقات' پر خاصا زور دیا اور گردن اکڑائی۔ "میں محمود خانزادہ کی بیٹی لیلک ہوں۔ اور اس گھر کی ہونے والی مالکن۔ خیر یہ گھر اور سارا بزنس میرے باپ کے پیسوں سے بنا ہے۔ اور تم پتا ہے کون ہو؟" دل جلی مسکراہٹ کے ساتھ وہ سنہر کے قریب آگئی اور اسکے چہرے پہ جھکی۔

"تم میرے باپ بھائی کی محنت کے ٹکڑوں پر پلنے والی شے ہو۔ یہ عیش و آرام سب میرے بھائی کی وجہ سے میسر ہے! صرف گھر نہیں بزنس میں بھی میرا پورا حق ہے۔" وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں سنہر کو اپنی اوقات بتاتی

گئی۔ سنہر کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا لیلک کا انداز ہی ڈرا دینے والا تھا۔ وہ جھٹکے سے پیچھے ہوئی اور سیدھے ہو کر

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگِ حباواں مازِ قلمِ علیشہ انصاری

پھپھو اور چچی کی جانب رخ کیا۔ لاؤنچ دوپہر میں پیچھے صوفے کے موجود گلاس وال کی وجہ سے روشن تھا۔ سفید نفیس صوفوں پر سورج کی کرنیں پھیل رہی تھیں۔

"اگر اس گھر میں رہنا ہے تو آپ لوگ اپنی حیثیت جان لیں۔ میں زرا لحاظ نہیں کرونگی کسی نے اگر مجھ پہ فضول گوئی کی۔

زندگی موت کا اختیار صرف اللہ کو ہے پر آپ زمانہ جاہلیت میں رہنے والے لوگ ہیں جو بڑے پارسا بنتے پر اتنی عام بات فراموش کر بیٹھے ہیں۔ میرے بس میں ہوتا تو اپنے ماں باپ کو اپنی سانسیں تھما دیتی اور انکی جگہ خود مر جاتی۔" چہرے پہ سردین اتر آیا تھا۔ ماحول میں سناٹا چھا گیا گویا سانسوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ لیلک نے گہری سانس خارج کی۔

"خیر میں کیوں اپنے جذبات آپ لوگ پر ضائع کر رہی ہوں۔ میں تو پتھر دل ہوں۔ میری عزت میں کسی نے کمی کی تو میں اسے گھر سے نکال دوں گی۔ ورنہ آپ لوگ خود یہاں سے جاسکتے ہیں۔"

بالوں کو کندھے سے ہٹا کر وہ پھیل کر انکے سامنے صوفے پہ بیٹھ گئی اور ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا کر ہلانے لگی۔

"زرینہ بی ایک گلاس پانی لادیں۔" بیٹھے بیٹھے اس نے حکم صادر کیا۔ ان تینوں کے فق رنگ دیکھ کر وہ بہت محظوظ ہو رہی تھی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

زریں بی نے فوراً اسے پانی لا کر دیا۔ لیلک نے گلاس تھام کر لبوں سے لگایا پھر ہٹا لیا۔ سنہر کی جانب دیکھا۔

"چاہیے؟ دوں چلو بھر پانی ڈوبنے کے لیے۔" مزے سے نچلے لب دبا کر اس نے پوچھا اور سنہر کے غصے سے لال انداز پہ شانے اچکا کر پانی پینے لگی۔ نگاہ لاؤنچ کے دروازے کے پاس کھڑی تابندہ پہ گئی تو اسکی مسکراہٹ سمٹ گئی۔ پھپھونے فوراً موقع سے فائدہ اٹھانا چاہا۔

"اماں سنا آپ نے کتنی نفرت اس نے ہمارے لیے پال رکھی ہے۔ یہ گھر اسکا ہو گیا تو یہ ہمیں گھر سے باہر پھینک دے گی۔ میں بیوہ اپنی کنواری لڑکی کو لے کر کدھر پناہ ڈھوندو گی؟" مظلومیت کا لبادہ چڑھا کر پھپھونے کہا۔ لیلک نے دانت کچکچائے تابندہ اندر آ گئیں۔

"اوہ ہو دادو کے نام پہ مجھے ڈر رہی ہیں۔ نہیں ڈرنے والی میں۔ بتائیں کیا کر لیں گی؟" وہ کھڑی ہوئی گلاس پٹخنے کے انداز میں کانچ کی ٹیبل پہ رکھا اور تابندہ کے گلے کا ہار بن گئی۔ پھپھو کا منہ کھل گیا۔

"لیلک۔" تابندہ نے اسے گھورا۔

"سوری پھپھو پر آپ یہ بات مان کیوں نہیں لیتیں ایک میدان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں۔ میں تو یہ گھر چھوڑنے نہیں والی پر آپ... " وہ مزید انھیں زچ کر کے آنکھ دبا کر بولی۔ تابندہ نے اسکی کمر پہ زور دیا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری  
"اینڈ سوری دادو۔ آئی لو ویو سوچ۔" اس نے زور سے انکو بھینچا اور وہاں سے نکل گئی جیسے وضاحت کی ضرورت  
نہیں تھی۔

"تم لوگ کیوں اسے بد تمیزی پر مجبور کرتی ہو؟ سگا خون ہے وہ تمہارا۔ صرف تم لوگوں کی وجہ سے وہ اتنی بے  
حس ہو گئی ہے۔" تابندہ نے ان کو جھڑکا جس پہ چچی اور پھپھو کا کھلا منہ لٹک گیا۔ کوئی فائدہ نہیں تھا اپنی صفائی  
پیش کرنے کا کیونکہ اماں نے انکا یقین کرنا ہی نہیں تھا۔ اور وہ کرتی بھی کیوں یقین؟ سالوں سے یہ سب دیکھتی جو  
آ رہی تھیں۔

\*\*\*

دن تھے کہ تیزی سے گزر رہے تھے۔ گیارہ سالہ علی اسکول سے آکر گارڈن میں لیلک کا سر کھارہا تھا۔ اور وہ  
کیاریوں میں پانی ڈالنے میں مصروف تھی۔

بڑی آنکھوں میں کاجل کی موٹی لکیر نمایاں تھی۔ سفید کھڑی شلوار پہ بے بی پنک کلر کی قمیض زیب کیے ہوئے  
تھی اور سفید شیفون کا دوپٹہ جسکے گرد بے بی پنک جاپانی پیکو ہوئی تھی وہ کرسی پہ پڑا تھا۔

"علی یونیفارم تو چینج کرو سر کھا گئے ہو میرا۔" پانی کے پائپ کے منہ پہ انگلی رکھ کے اس نے پریشر سے پانی باقی  
گارڈن کی گھاس پہ اڑایا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"لیک باجی آگے تو سنیں۔ پھر اس خضر نے میرے بال کھینچے اور میں نے مکہ بنا کر اسکے دانت توڑ دیے۔" وہ پر جوشی سے بات جاری کرنے لگا۔

"دانت تو میں تمہارے توڑونگی اگر ایک سیکنڈ میں تم اندر نا آئے۔" پیچھے سے ماں کی چنگھاڑتی آواز پہ سخت بد مزہ ہوا۔ لیک نے اسے گھورا تو وہ اندر گیا۔

"تم میرے بیٹے سے دور رہا کرو۔ کیوں اسے بگاڑنے پہ تلی ہوئی ہو۔" چچی ناگواری سے کہہ کر اندر جانے لگیں۔

"اس میں میرا قصور نہیں بلکہ آپکی تربیت کا ہے۔ کبھی سوچا ہے وہ آپکی بجائے مجھ سے ساری باتیں کیوں سنیر کرتا ہے۔" وہ انکو حقیقت کا آئینہ دکھا کر اپنے کام میں لگ گئی۔

"میرا بیٹا ہے وہ مجھے مت سکھاؤ۔" لیک نے انکی بات کانوں پہ اڑائی۔

"میرا بیٹا ہے مجھے مت سکھاؤ۔ ہونہہ" نقل اتاری گئی تھی۔

وہ گھاس کو پانی ہی دے رہی تھی جب چوکیدار نے مین گیٹ کھولا اور ایک کالی بڑی گاڑی اندر داخل ہوئی۔ بھائی کو گاڑی میں سے اتر تادیکھ اس نے پائپ کارخ فوراً موڑ دیا۔ یوشع کو وہ ضروری ہدایات کر رہا تھا۔ لیک آنکھیں چھوٹی کیے انھیں دیکھنے لگی۔ پھر موبائل بجامیکال کال ریسپوڈ کر کے یوشع سے کچھ فاصلے پہ گیا

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

تھا اور موقع کا فائدہ اٹھا کر لیک نے حساب برابر کرنے کا سوچتے ہوئے پانی کا پائپ یوشع کی جانب کر دیا۔ اچانک پانی کی ٹھنڈی بو چھاڑ پہ وہ یک دم گڑبڑا گیا۔

"اوہ آئی ایم سوری یوشع مجھے پتا ہی نہیں چلا۔" نہایت معصومیت سے کہہ کر اس نے میکال کو پلٹتے ہوئے دیکھا۔

"یہ آپ نے کیا کیا۔" ہاتھ سے منہ پونچھ کر اس نے حیرت سے سر اٹھا کر واپس جھکا لیا۔ میکال تن فن کرتا لیک کے سر پہنچا تھا اور اسکا کرسی پہ پڑا دوپٹہ اٹھا کر اسکے سر پہ ڈالا۔

"اندھی ہو گئی ہو کوئی کھڑا ہوا دکھتا نہیں ہے کیا؟" اسکے دھاڑنے پہ وہ سہم ہی گئی۔

(ارے یار لگتا ہے گیم الٹی پڑنے والی ہے۔) بھائی کے سخت تیور دیکھ کر وہ سوچ ہی سکی۔

"ہوش میں رہا کرو۔ لڑکیوں کے لیے اتنی لا پرواہی اچھی نہیں ہوتی۔ اور آئینہ تمہارا دوپٹہ مجھے سر سے اترا دکھائی نہ دے۔"

"سوری بھائی وہ غلطی سے... "منمنائی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"شٹ اپ کچھ نہیں سننا مجھے۔ تمہارا بچپنا ختم نہیں ہو رہا ہے۔ تین دن بعد حریر کی فیملی تمہیں دیکھنے آئے گی تم شرافت سے منہ بند رکھنا۔ اور اگر تم نے انکار کیا تو لیک تم اپنے بھائی کا خطرناک روپ دیکھو گی۔" وہ سختی سے اسکا بازو پکڑ کے بولا۔ لیک کی آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے۔ اس نے یوشع کو دیکھا جو سر جھکائے کھڑا تھا۔

"اس روپ سے بھی خطرناک اور کوئی روپ ہے؟ بہت بھاری پڑ رہی ہوں نا میں آپ کو۔ ایک کام کریں جان سے مار دیں۔ بوجھ بھی کم ہو گا اور میری اس رشتے سے جان بھی چھوٹ جائیگی۔" بھگے لہجے میں تلخی سے کہا۔ میکال نے غصہ ضبط کیا۔

"بکو اس بند کرو اور اندر جاؤ۔ اور آنکھیں کھلی رکھا کرو۔" وہ کاروبار کی ساری فرسٹر لیشن لیک پر اتار چکا تھا۔

"سر کوئی بات نہیں انکو معلوم نہیں تھا میرا۔" یوشع نے حمایت ہی کرنا چاہی۔

"طرف داری مت کرو اسکی۔"

"زبردستی کریں گے تو خود اپنی جان لے لوں گی اور پولیس کو بھی انفارم کروں گی کے گھر والوں نے یہ قدم اٹھانے پہ مجبور کر دیا تھا۔" یہ کہہ کر لیک نے اپنے پیر پہ خود کلہاڑی ماری۔

"لیک... میکال کا ہاتھ اٹھا تھا اور لیک یک ٹک دم سادھے بے یقینی سے بھائی کو دیکھتی رہی۔



ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"سریہ کیا کر رہے ہیں چھوٹی بہن ہیں وہ آپکی۔" یوشع ماحول کی نزاکت دیکھ کر فوراً بول پڑا اور میکال کا ہاتھ ہوا میں ہی ٹھہر گیا۔ لیلک نے ششدر نگاہوں سے میکال کہ نگاہوں میں دیکھا۔ اندر ایک مان ٹوٹا تھا۔ لیلک کو شدید تذلیل کا احساس ہوا۔ اگر میکال اکیلے میں ڈانٹ دیتا تو وہ چپ کر کے سن لیتی کم از کم کسی تیسرے کے سامنے یہ اسکا رویے ناقابل برداشت تھا۔

"تمہاری وجہ سے ہوا ہے یہ سب۔" یوشع نے چونک کر سر اٹھایا مقابل کی آنکھوں کی کالی لکیر آج پھیل گئی تھی۔ وہ اسے نفرت سے دیکھ کر پائپ نیچے پھینک کر اندر چلی گئی۔ یوشع کو یہ سب ٹھیک نہیں لگا کسی نے جیسے ضمیر جھنجھوڑا وہ خود ایک بہن کا بھائی تھا۔ آج پھر ہمدردی عود آئی۔ ملال سے اس نے نیچے پڑے پائپ کو دیکھا تھا۔ مزید جھٹکا اسے تب لگا جب اندازہ ہوا کہ لیلک کی شادی زبردستی کروائی جا رہی۔ وہ شش و پنج میں مبتلا ہو گیا کہ سر کو شہریار کے بارے میں بتائے یا نہیں۔ پروہ ایک دوپٹے پہ اس قدر بھڑک گیا تھا اس بات پر تو لیلک کو جان سے ہی مار دیتا۔ اس نے سوچ ترک کر دی۔

★★★

کمرے میں آکر وہ بیڈ پہ اوندھے منہ گر گئی۔ دبی دبی سسکیاں کمرے میں گونج رہی تھیں۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

اس نے فوراً شہریار کا نمبر ڈائل کیا تیسری گھنٹی پہ کال ریسیو کر لی گئی۔

"لیک تم رور ہی ہو؟ کیا ہوا ہے بتاؤ مجھے۔" اسکی رندھی آواز پہ مقابل کے لہجے میں تڑپ پیدا ہو گئی۔

"شیری، بھائی زبردستی میری شادی حریز سے کروادیں گے پلینز آپ رشتہ گھر بھیج دیں۔ پر سوتر سو وہ لوگ مجھے دیکھنے آنے والے ہیں۔" وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی۔

"اوکے میں کچھ کرتا ہوں۔"

"کچھ نہیں کرنا رشتہ بھیجنا ہے ورنہ آپ مجھے کھو دیں گے۔"

"ہاں میری جان میں ڈیڈ سے بات کرتا ہوں۔ تم خیال رکھو اپنا۔ میں زرا ابھی میٹنگ میں جا رہا ہوں۔" وہ پچکار تے ہوئے بولا اور لیک نے کال کاٹ دی۔

"میں بھاگ جاؤنگی اگر کچھ غلط ہوا تو۔" اسکے زہن میں نا جانے کیا چل رہا تھا۔

رات میں بھی وہ کمرے سے باہر نہیں نکلی۔ کسی کو ان دونوں بہن بھائی کی تلخ کلامی کا علم نہیں تھا۔ تابندہ الگ لیک کی جانب سے پریشان تھیں۔ سب کھانے پہ موجود تھے اور وہ نہیں آئی تھی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری  
"دادی آپ پریشان مت ہوں آجائگی وہ۔ پتا تو ہے بھوک اس سے برداشت کہاں ہوتی ہے۔" میکال نے  
چاول کا چمچ میں منہ رکھنے سے پہلے کہا۔

"بھوک کی بات نہیں ہے۔ کمرہ بند کر کے بیٹھی ہے بتا بھی نہیں رہی کیا ہو گیا ہے۔ زرینہ بھی شام میں گئی تو اسے  
جھڑک کر بھیج دیا۔ پتا تو ہے کتنی ضدی ہے اس لیے فکر ہو رہی۔ صبح بھی کچھ نہیں کھایا تھا اس نے۔" تابندہ کی  
فکر پہ صبور نے آنکھیں چڑھائیں۔

"اچھا ہے مر جائے تو جان چھوٹے گی۔" وہ خود میں بڑبڑائیں۔

"میں دیکھتا ہوں جا کر۔" وہ نارمل ہو چکا تھا اور احساس بھی ہو رہا تھا کہ بلا وجہ اس نے لیلک پہ اتنا غصہ کیا۔ اسی  
بھائی پہ تو وہ ناز کرتے تھکتی نہیں تھی۔

وہ کھانا چھوڑا سکے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ دروازے پہ دستک دی۔

"زرینہ بی میں نے کہا نا مجھے کچھ نہیں کھانا کیوں پریشان کر رہی ہیں۔" بلند آواز باہر تک میکال کو سنائی دی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"لیک میں ہوں میکال... دروازہ کھولو۔" اسکی آواز سن کر لیک کی آنکھوں سے پانی جاری ہو گیا۔ ایک تلخ مسکراہٹ لبوں پہ بکھر گئی۔ اپنا وجود سمیٹتی وہ کھڑی ہوئی اور دروازہ کھول کر بیڈ پہ آ کے بیٹھ گئی۔ میکال دروازہ بند کر کے اسکے برابر میں ہی بیٹھ گیا۔

"ناراض ہو؟" اس نے اسکے کندھے پہ بازو پھیلائے۔ ہنوز خاموشی برقرار رہی۔

"معاف کر دو اپنے بھائی کو۔ مجھے غصے کا اندازہ ہی نہیں ہوا۔ اوپر سے تم نے زبان درازی شروع کر دی تھی۔" میکال نے پیار سے اسے خود سے لگایا وہ خوب رونے لگی۔ آج آنسوؤں میں کوئی مقصد نہیں چھپا تھا۔ دل سے نکل رہے تھے آنسو۔

"ساری غلطی ہی میری ہے۔"

"بلکل نہیں۔ بڑی ہو گئی ہو خیال رکھا کرو۔ ایسے ہی لا پرواہ سی کب سے وہاں کھڑی ہو گی 'پتا ہے گھر میں ملازم کتنے ہیں پھر بھی۔' وہ اسے سمجھانے لگا۔

"بھائی میں مانتی ہوں میری غفلت تھی پر یوشع کے سامنے آپ نے غصہ کر کے اچھا نہیں کیا اور آپ تھپڑ بھی مارنے والے تھے۔" کندھے پہ سر رکھے شکوہ کیا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ حباواں ماز قلم علیشہ انصاری  
"میری جان آپ کو اپنی دھمکیاں یاد نہیں؟" میکال نے یاد دلانا چاہا تو وہ سر جھکا گئی۔ میکال نے اسکے بالوں پہ لب رکھے۔

"یوشع سے کیوں اتنا چڑتی ہو اس نے تمہاری کونسی بھینس چرا رکھی ہے؟" وہ اسے بہلانے لگا۔  
"بس وہ پینڈو مجھے برا لگتا ہے اسکی وجہ سے ہی آپ نے آج اتنا غصہ کیا۔" یوشع اور پینڈو؟ ہاں خانزادی کا تو دماغ ہی خراب تھا۔

"اچھا بابا سوری بس۔" لیک کو خود سے دور کرتے کہا تو وہ آنکھیں پونچھ کر مسکرا دی۔  
"دیکھو چندا حریر شریف لڑکا ہے کیا ہوا زیادہ پڑھا لکھا نہیں پر نیک طبیعت کا مالک ہے۔" وہ اسے رشتہ پہ قائل کرنے لگا مزید گفتگو جاری رکھی۔ لیک نے کوفت کے مارے اس بارے میں کچھ نہیں کہا۔ وہ جانتی تھی جب شہریار کا رشتہ آئیگا تو اسکا بھائی حریر پہ شیریں کو ہی فوقیت دے گا۔ نا ہی وہ موڈ برباد کرنا چاہتی تھی۔ مسکرا کر اسکا ہاتھ تھام کے باہر نکل گئی۔

★★★

اگلے دن رات کھانے کے وقت سب تابندہ کے کمرے میں موجود تھے۔ اتفاق سے آج میکال بھی تھا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

تبھی پھپھو اپنا جلا ہوا ہاتھ لے کر آ گئیں۔

"صبر ہاتھ کیسا ہے اب؟" تابندہ نے پوچھا۔

"بس اماں کچھ بہتر ہے پتا ہی نہیں چلا کب چائے ہاتھ پہ گر گئی۔"

"میری پیاری پھپھو اپنا خیال رکھا کریں نا۔" لیلیک تابندہ کے آنچل سے اٹھ کر پھپھو سے چمٹ گئی۔ میکال اور

باقی سب مسکرا نے لگے جب کہ چچی اور سنہرا خود پھپھو کو اسکا ڈراما گوار گزارا۔

"نانو اب تو امی چائے بھی نہیں پی رہی ہیں جیسے دوبارہ انکے ہاتھ پہ گر جائے گی۔" سنہر کی بات پہ میکال کی توجہ اسکی جانب مبذول ہوئی۔

"تم خیال رکھو پھپھو کا۔" وہ سنجیدگی سے بولا سنہر نے اطمینان سے پلک جھپکادی۔

"میں اپنی پھپھو کے لیے چائے بنا کر لاتی ہوں نا۔" لیلیک نے پیار پیار کے چکر میں انکے گلے پہ زور دیا۔

"ہاں جاؤ شاباش۔" میکال اسکی خوشگواہی پہ حیران تھا۔

"پھپھو چائے میں زہر ڈالوں یا شکر؟" آنکھیں پٹپٹا کر اس لے کان میں سرگوشی کی؟

"زہر؟"

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"ارے پھپھوز ہر کیوں چاہیے آپکو۔ لگتا ہے طبیعت خراب ہو رہی ہے۔ میں کم چینی کی چائے لے آتی ہوں۔"

اور تقریباً دس منٹ بعد وہ جان بوجھ کر بنائی انتہائی بد مزہ چائے کے ساتھ لوٹی تھی۔ ساتھ اس نے باقی سب کے لیے بھی چائے بنائی تھی۔ سب کو کپ تھما کر آخری الگ رکھا کپ پھپھو کی جانب بڑھا دیا۔ وہ چائے ٹھنڈی ہونے کی منتظر تھیں۔

"چائے تو بہت اچھی بنائی ہے۔" دادو کے ساتھ چاچو نے بھی تعریف میں سر کو جنبش دی۔

پھپھو نے جیسے ہی گھونٹ بھرا چائے اتارنا محال ہو گیا۔

"یہ کیسی چائے بنائی ہے؟ اس سے بہتر زہر ہی دے دیتیں۔" انکے چلانے پہ لیلیک نے معصومیت سے سر جھکا لیا۔ سہی میں فتنہ بھی تھی وہ۔

"پھپھو کیا ہو گیا ہے؟ چائے صحیح تو ہے۔" میکال نے پہل کی۔

"تو بیٹا کیا میں جھوٹ بول رہی ہوں؟"

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری  
"پھپھو آپکو کیوں مجھ سے شکایت رہتی ہے۔ دادو آپ خود پی کر چیک کریں۔" لیلیک نے روندوسی شکل  
بنائی۔ صبور کے ہاتھ سے کپ لے کر بہت ہی مہارت سے اس کپ کو اپنے کپ سے تبدیل کیا اور تابندہ کی  
طرف بڑھایا۔

"سہی تو ہے، دوائی کی وجہ سے تمہاری زبان کا ذائقہ خراب ہو گا۔" تابندہ بیگم نے گھونٹ بھر کر کہا۔  
لیلیک نے کپ لے کر چائے بھائی کو دکھائی اور پھر سنہر کی جانب بڑھادی جس نے فوراً ایک گھونٹ بھرا اور  
خاموش رہی۔

پھپھو کو شک ہو گیا تھا لیلیک نے کچھ گڑ بڑ ضرور کی ہے جب ہی اسکی مسکراہٹ سمٹنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ یہ  
پہلی بار لیا پنگا تھا جو اسے بہت بھاری پڑنے والا تھا۔

اس بات کو رفع دفع کر کے لیلیک کی شادی کا موضوع چل پڑا۔ جسے وہ سخت کوفت سے سن رہی تھی۔

"اماں میں سوچ رہی ہوں لیلیک کی شادی کے بعد میں بھی اپنا کوئی ٹھکانہ کر ہی لوں۔ کب تک آپکے در پہ پڑی  
رہوں گی۔ میری جوان بیٹی ہے مجھے اسکا بھی سوچنا ہے۔" ان کی اداکاری میکال کو پھنسانے کے لیے شروع ہو گئی  
تھی۔ لیلیک نے دانت پیس لیے۔



ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"پھپھو آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں یہ آپکا ہی گھر۔"

"نہیں بیٹا یہ لیلک کا ہونے والا ہے۔" لہجے بالکل چھنے والا نہیں اپنا یا بہت اپنائیت سے وہ بولیں۔ پر مقابل بھی لیلک بیٹھی تھی۔

"میری پھپھو جان اب آپ ایسی باتیں کیوں کر رہی ہیں۔ یہ گھر ویران ہو جائے گا اگر آپ دونوں چلی گئیں۔ شادی کے بعد جب میں ملنے آیا کرونگی تو بے زار ہو جایا کرونگی۔ ڈیر پھپھو آپ کہیں نہیں جائیگی۔ اور سنہر کی شادی آپ حریر کے چھوٹے بھائی سے کر دیں۔ میں نے اسے دیکھا مجھے تو لگتا ہے وہ سنہر کو پسند کرتا ہے۔ اس دن شاپنگ پہ ہمیں ملا تھا بہت مسکرا کے بات کر رہا تھا جب کہ سنہر اسے انور ہی کر رہی تھی۔ اچھا ہے میری بہن میری دیورانی بن جائیگی۔" وہ اپنی دھن میں بولے جارہی تھی۔ اسکی بات سے سب کو سانپ سونگھ گیا۔ کہاں سے لائی تھی وہ دماغ۔ بہت تیزی سے شیطانی دماغ کا استعمال کیا جاتا تھا۔

میکال کو اسکی بات سخت ناگوار گزری اس نے نگاہیں سنہر پہ جمالیں جو ہونٹ کچلنے میں مگن تھی۔ بھورے بال کندھوں پہ پھیلے ہوئے آنکھوں میں گویا ویرانی اٹھ آئی۔ چہرہ بجھ گیا۔

"لیلک ضرورت سے زیادہ نہیں بولا کرو۔" وہ انداز نرم رکھے ہی بولا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری  
(بھائی کو تب عقل آئے گی جب ان اماں بیٹی کی اب تک کی چالاکیوں کا علم ہو گا۔ اللہ اٹھالے  
تو.... پردہ! میرے بھائی کی آنکھوں سے)

ایک بار موضوع پھر بدلا اب کچھ ہنسی مذاق چل رہا تھا دادو اور لیلیک کے درمیان اور چاچو بھی اس میں شامل  
تھے۔ باقی سب بس مسکرا ہی رہے تھے۔ جب کہ میکال کا تو سکون غرق ہو گیا تھا۔ سنہر کا نام وہ کسی اور کے ساتھ  
برداشت ہی کہاں کر سکتا تھا۔ اسکی بہن تو معصوم لا علم تھی اسلئے غصے سے پرہیز کیا۔  
لیلیک بہت معصوم تھی۔

★★★

وہ چھت پہ کھڑی بے حد اداسی سے کہنیاں چھت کی اٹھی دیوار پہ جمائے نیچے گارڈن کو دیکھ رہی تھی۔ پھر سر  
اٹھا کے نگاہیں چاند پہ مرکوز کر لیں۔ باریک سا چاند منظر کی خوبصورتی بڑھا رہا تھا اور ستارے لا تعداد جھرمٹ  
میں جمع تھے۔

وہ بغیر آہٹ کیے چھت پہ آیا تھا۔ موڈ خاصا خراب تھا۔ سگریٹ کا دھواں اڑا کے جب اس نے قریب ہی چھوڑا  
تو چونک گئی اور پلٹی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

وہ سخت پتھر یلے انداز سے ہاتھ پیچھے باندھ چکا تھا۔ سنہرے بے رخی سے چہرہ موڑ لیا۔

"اگر تمہارے دل میں میرے علاوہ کسی اور کا خیال آیا تو اچھا نہیں ہو گا۔" وہی پرانا سرد انداز۔ سنہرے مچل گئی اور جھٹکے سے اسکی جانب گھومی۔

"جب آپ مجھے اپنا نہیں سکتے تو پھر کیوں میرے دل کے معاملے میں عمل دخل کرنے کے روادار ہیں؟ مجھ پہ کس بات کا غصہ ہے؟" وہ بھی سختی سے سوال جڑ گئی۔

"میں برداشت نہیں کر سکتا۔" جڑے بھینچ کر کہا۔

"واہ۔ اور تب تو بڑے مزے سے بیٹھے تھے جب لیلک نے شزا کے رشتے کی بات کی۔ تب میرے دل پہ کیا چھریاں چلی اسکا اندازہ ہے آپکو۔ آپ مردوں کو بس دھونس جمانا آتا ہے اور کچھ نہیں۔ اگر اتنی ہمت ہے تو بات کریں سب سے۔ میں خود آپکے علاوہ کسی کا تصور گناہ سمجھتی ہوں۔" آج دل کھول دینا سنہرے نے مناسب سمجھا اور دے دے غصے میں بولی۔ میکال خانزادہ کی پیشانی پہ جو اسکی باتوں سے بل آئے تھے آخری بات پہ شکنیں ختم ہو گئیں۔ ہونٹوں کو پر تبسم مسکان نے چھوا۔

"اور کب سے تمہارے دل میں یہ سب چل رہا ہے؟" وہ گھمبیر تا سے اسکے قریب ہوا تو سنہرے نے جزبزی نگاہیں جھکا لیں اور دیوار سے مکمل لگ گئی۔ دونوں کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ اب بھی موجود تھا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگِ حباواں مازِ قلمِ علیشہ انصاری

"تب سے جب محبت کے معنی سے نا آشنا تھی۔"

"تمہیں پتا ہے مجھے تمہاری یہی بات اچھی لگتی ہے دل میں کچھ نہیں رکھتیں سب بتا دیتی ہو۔" وہ اسکی ہمت کو

سراہتے ہوئے بولا۔

"بس پھر شادی کی تیاری کرو لیلک کا رشتہ پکا ہو پھر میں دادی سے بات کرونگا۔" اس نے اپنی داڑھی سہلائی سنہر

خوشی سے جھومنے والی ہو گئی۔

اور فوراً نیچے بھاگ گئی۔ اسکی تیزی پہ خانزادہ پیچھے ہستارہ گیا اور سیگریٹ واپس لبوں میں دبا لی اب وہ اس جگہ کھڑا

تھا جہاں وہ چند لمحے پہلے کھڑی چاند کو بڑی فرصت سے تک رہی تھی۔



نیچے آکر اس نے امی کو یہ خوشخبری سنائی۔

"چلو شکر کچھ تو تم نے خود بھی کیا۔ تمہاری وجہ سے مجھے کیا کیا باتیں کرنی پڑتی ہیں۔" وہ اپنے جلے ہوئے ہاتھ کا

معائنہ کر رہی تھیں۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری  
"ویسے آپ کو نسی دوائی کھا رہی ہیں جو زبان کا ذائقہ خراب ہو گیا؟" وہ بے وقوف لیلک کی چالاکی سمجھی ہی نہیں تھی۔

"چل عقل کی ماری تجھے کچھ سمجھ نہیں آیا۔ لیلک نے آج اچھا نہیں کیا اسے یہ حرکت بہت بھاری پڑے گی۔ مجھے اب جا کر سمجھ آئی اس نے سب کی نظروں سے او جھل کپ تبدیل کر دیا تھا۔"

"اوہ... پتا نہیں کب اپنے سسرال کی ہو گی وہ۔" سنہر نخوت سے کہہ کر بیڈ پہ ٹک گئی۔ بالوں کو بل دینے لگی۔

"بات اتنی نہیں جو میں برداشت کروں۔ اسکی یہ کوشش تھی کہ مجھے کوئی ذہنی مریضہ ثابت کر دے۔"

"کیا ہو گیا امی اب آپ زیادہ سوچ رہی ہیں، آپ کو پتا تو ہے وہ مذاق کرتی ہے۔" سنہر کو یقین نہیں آیا۔ لیلک کا بھی یہ مقصد نہیں تھا۔

"تم عقل کی کم ہی رہنا۔ وہ ہماری صرف دشمن ہے اور دشمن کو کبھی نرم نگاہ سے نہیں دیکھتے۔"

"تو؟" وہ شدید بے زار ہوئی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"ہمیں ہماری اوقات اس دن بتا رہی تھی اب میں اسے اسکی اصل اوقات دکھاؤنگی۔ جن تمام چیزوں پر اسے غرور ہے سب برباد کر دوں گی۔ بے یار و مددگار نہ چھوڑ دیا تو میرا نام بھی صبور بیگم نہیں۔" وہ بدلے کی آگ میں جل رہی تھیں۔

"تو کیا کریں گی آپ؟"

"میں اس دن کا انتظار کر رہی ہوں جب وہ کوئی غلطی کرے۔ اور وہ حریر سے شادی نہیں کرنا چاہتی یقیناً کچھ الٹا ضرور اب ہو گا۔ اور ہم بھتی گنگا میں ہاتھ دھوئیں گے۔ اس گھر پہ اسے میں اتنی آسانی سے قبضہ جمانے نہیں دوں گی۔" ہاتھ کا معائنہ کر کے انھوں نے سر اٹھا ہی لیا۔

"جو کرنا ہے کریں۔ بس مجھے میکال چاہیے۔ لیلک جائے بھاڑ میں جیسے مرے مجھے غرض نہیں نہ مجھے اس گھر کی غرض ہے۔"

"ہو جائے گی اس گھر کی بھی تمنا ابھی تم اس نظریے سے نہیں دیکھ رہیں۔ تمہاری آنکھوں پہ محبت کی پٹی بندھی ہے۔"

صبور کہتے ہوئے سونے کے لیے لیٹ گئیں۔ سنہرے گہری سانس بھری اور لائٹ آف کر کے کمرے سے نکل کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگِ حباواں مازِ قلمِ علیشہ انصاری

یہ پھپھو اور بھتیجی کے درمیان لگی آگ ہر ایک کو لپیٹ میں لینے والی تھی۔ کوئی شاید مقصد میں کامیاب ہوتا تو کوئی آسمان سے زمین پہ گرنے والا تھا۔

★★★

وہ خوب تیار سی کمرے سے باہر نکلی تھی۔ سر پہ دوپٹہ ڈال لیا تھا تا کہ کھلے بال نظروں میں نہ آئیں۔ آنکھیں کا جل کی بدولت مزید خوبصورت لگ رہی تھیں اور ستم یہ کہ ان پہ لائینز اور مسکارا بھی لگایا گیا۔ مہرون رنگ کی گٹھنوں کو چھوتی فراق کے ساتھ چوڑی دارپاجامے اور شیفون کا ہم رنگ دوپٹہ تھا۔ کھسے بھی اسی امتزاج کے پیروں میں مقید تھے۔

شام کے سات بج رہے تھے سنہرے اسے باہر جاتے دیکھا تو حقارت سے نظریں پھیر لیں۔ اسکی خوبصورتی سے جلن ہی ہوئی تھی۔

اوپر سے اسکے بال لیلک کی طرح زیادہ لمبے نہیں تھے۔

کل حریر کی فیملی لیلک کو دیکھنے آنے والی تھی۔ اور شہریار عالم نے بھی لیلک کو بتا دیا تھا کہ اسکے والد کل انکے گھر رشتہ لے کر آئیں گے۔ یہی اسکے خوش ہونے کی وجہ تھی۔ اور اب وہ اپنی خوشی دوستوں کے ساتھ سیلیبریٹ کرنا چاہتی تھی۔ شہریار سے شادی کے بعد اسے لگتا تھا اسکے سارے خواب پورے ہو جائیں گے۔ وہ شادی کو

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگِ حباواں مازِ قلمِ علیشہ انصاری

محض اپنے لیے استعمال نہیں کرنا چاہتی تھی پر اس گھر کے لوگوں سے جان بھی چھڑانی تھی۔ اور ساری بات محبت کی تھی جو اسے شہر یار سے تھی۔ اسکے جذبات بالکل خالص اور سچے تھے۔

اسے میکال سے اجازت باہر جانے کی مل گئی تھی۔ پر وہ تاکید کر چکا تھا کہ وہ دس بجے گھر پہ موجود ہو۔ شہزائے ہی اسے گھر سے پک کیا تھا۔

"یار شہزایہ تم کہاں لے آئی ہو اس سے بہتر کسی ریسٹورنٹ چلے جاتے۔" سخت بے زاریت سے لمبی گردن دائیں بائیں آہستہ سے حرکت میں لی۔

"یار میں نے سنا ہے یہاں آج معروف سنگر کی پرفارمنس ہے بس اسی لیے لے آئی ورنہ کہاں اس بے ڈھنگی جگہ خود آتی اور تمہیں لاتی۔" وہ پوری سچائی سے بولی۔ اپنے پسندیدہ سنگر کی آمد کا سن کر لیلیک بانچھیں کھل گئیں۔ آنکھوں میں جو بیزاری پنپ رہی تھی وہ مٹ گئی۔

یہ ایک نائٹ کلب تھا جہاں لڑکے لڑکیاں کھلے انداز میں ناچ گارہے تھے۔ کہیں تاش کے پتے کھیلے جارہے تھے تو کہیں کچھ۔ نیلی، ہری اور لال روشنی پورے کلب میں باری باری پھیل رہی تھی۔

"اوئے یہ کیا؟ یہاں یہ حرام مشروب بھی ہوتا ہے؟" لیلیک نے پاس سے گزرتے ویٹر کو وائٹن کے گلاس لے جاتے دیکھا تو حیرت سے پوچھا۔



ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری  
"میں روز آتی ہوں جو مجھے معلوم ہو گا۔ آجکل وائٹ گلاس میں کولڈ ڈرنک ہی ہوتی۔ سنا یہی ہے یہاں کولڈ  
ڈرنکس ہی ہوتے بس۔"

"بریرہ نہیں آئی بھی تک؟" چھت پہ لگے کر سٹل کے بلب کی روشنی اسکی چمکدار آنکھوں میں پڑ رہی تھی۔  
"اسکی طبیعت خراب ہے اس لیے اس نے انکار کر دیا۔" شنز میوزک سے لطف لیتے بولی۔ لیلیک عجیب ان  
کمفرٹبل فیل کر رہی تھی تبھی زمانہ معروف سنگر کی وہاں اینٹری ہو گئی اور وہ سب کچھ بھول بیٹھی۔  
کلب کا منظر اب خاصا مختلف تھا۔ محفل سچ چکی تھی۔ سب لڑکے لڑکیاں سیٹج کے قریب کھڑے  
جھومتے، تالیاں پیٹتے ہوٹنگ کرتے مزے لے رہے تھے۔ اور قریب کھڑی لیلیک اور شنز ابھی اپنی مستی میں  
مگن ویڈیوز بنا رہی تھیں۔

"دیکھا آیا نامزا۔ اور تم کو انکے ساتھ سیلفی بھی مل گئی۔ اب گھر چلتے ہیں۔" کھانے سے فارغ ہو کر ساڑھے نو  
تک وہ دونوں نکلنے لگیں۔

"ہاں شنز اڈار لنگ مزہ آگیا پر آئیندہ نہیں آئیں گے۔ جو بھی ہو یہ جگہ اچھی نہیں۔"

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"ہاں یار سوری۔ تم خوش تھیں میں نے سوچا اور خوشی دو بالا کر دوں اور تھوڑا ایڈوینچر بھی ہو گیا۔" وہ اسے خود میں بھینچ کر بولی۔ لیلک ہنسنے لگی۔ دونوں ٹیبل سے اٹھ کر آگے بڑھی تھیں کہ ایک ویٹر سے لیلک ٹکرا گئی اور اسکا ڈریس گندا ہو گیا۔

"بھائی اندھے ہو گئے ہو۔ دیکھ کر چلو نا!" وہ غصے سے بولی۔ نیا جوڑا خراب ہوا تھا۔

"سوری میم۔" وہ مخصوص انداز میں بولا۔ جیسے روز معافی تلافی چلتی رہتی ہو۔

"واش روم کدھر ہے؟ ابھی واش کرنا پڑے گا ورنہ دھبہ پڑ جائے گا۔" وہ ساس کا دھبہ دیکھ کر جھنجھلا کر بولی۔

"میم اوپر فلور پہ رائٹ ہینڈ پر ہی فی میل واش رومز ہیں۔"

"شز اتم رکو میں آتی ہوں۔" وہ اوپر کی طرف چلی گئی شز اوپس بیٹھ کر نیند میں اونگھتی ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

لیلک نے اوپر جا کر واش روم ڈھونڈا اسے نہیں ملا۔ وہاں کے سارے دروازے کھلے تھے اور ایک دروازہ بند تھا۔

"یہی واش روم ہو گا۔" وہ سوچ کر آگے بڑھ گئی۔ دروازہ کھول کر اپنے مگن انداز میں جوں ہی اندر آئی سامنے

تین چار لڑکوں کو دیکھ رک گئی۔ یک دم سانس اندر اٹکا اور کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

یوشع کا ایک دوست یہاں ویٹر کی جاب کرتا تھا۔ اتفاق سے یوشع اس سے ملنے گیا تھا۔ نظر جب لیلیک میڈم پہ گئی تو اسے یہاں دیکھ ٹھٹھک گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے سے وہ تجسس کے مارے اس پہ نظر رکھے ہوئے تھا خاندانہ حویلی کی لڑکیاں اتنی بے باک تو نہیں تھیں تو آخر یہ لیلیک میڈم یہاں کیا کر رہی تھیں، پر لیلیک جو نا کرے وہ کم تھا۔ اس نے سوچا میکل کو بتادے۔

پر میکل کا تیش اسے یاد آ جاتا تھا۔

اور اتنی دیر نظر رکھنے سے اسے اندازہ ہوا تھا وہ بس ٹائم پاس کے لیے آئی ہے۔ پر جب وہ اوپر گئی تو وہ کچھ فکر مند ہوا۔

"سوری میں نے ڈسٹرب کر دیا۔" ان لڑکوں کو دیکھ وہ بس فوراً پلٹنے لگی تبھی ایک لڑکا تیزی سے اٹھ کر جھٹ اسے قریب پہنچا۔

"نہیں میڈم ہم بالکل ڈسٹرب نہیں ہوئے۔" اور دروازے پہ ہاتھ رکھ کر اس نے دروازہ بند کر دیا۔ دل نشین انداز۔ لیلیک کا سفید چہرہ غصے سے سرخ پڑ گیا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"کیا بکو اس کر رہے ہو؟ ہٹو پرے جانا ہے مجھے۔" وہ غرائی۔ پیر لرزنا شروع ہو گئے تھے۔ اس نے وہم و گمان میں نہیں سوچا تھا وہ اتنی بڑی مصیبت میں پھنسے گی۔ بلکہ ابھی تو اسے مصیبت کے بڑے ہونے کا اندازہ بھی نہیں تھا۔

"ارے جب آئی ہیں تو تھوڑی گپ شپ لگا کر چلی جائیگے گا۔ ہماری کمپنی آپکو بور نہیں کرے گی۔" بیڈ پہ سے ایک لڑکا دلنشینی سے اٹھتا ہوا بولا اور سر تا پیر اسکا جائزہ لیا۔ وہ خوبصورت سمارٹ سی لڑکی تھی۔ مہرون لباس میں موجود تھی۔ وہ رنگ اس کی رنگت پہ بے حد کھل رہا تھا۔ اور کاجل سے لبریز آنکھیں سحر میں جکڑنے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔

"بے غیر توں تمہارے گھر میں ماں بہن نہیں۔" وہ ان دونوں کے درمیان سے رستہ بنانا چاہتی تھی پر وہ دونوں آوارہ راستہ روک چکے تھے۔ کمرے کا ماحول اے۔ سی کی وجہ سے سرد تھا اور روشنی مدھم تھی۔

"سب ہیں بس آپکی کمی ہے۔" وہ لڑکا اسکا بازو تھام کر چہرے پہ جھکنے لگا۔ لیلک کی توجان نکل گئی۔ سیاہ آنکھوں میں خوف چھلکنے لگا۔ ریڈھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑی۔ وہ تیز تیز سانس لے رہی تھی۔ بالوں میں سے بال پن نکال کر اس نے دوسرے ہاتھ سے پن اس لڑکے کی گردن پہ گھسا دیا۔

وہ لڑکا کراہ کر دور ہوا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگِ حباواں مازِ قلمِ علیشہ انصاری  
"کینے دور رہو مجھ سے۔" وہ مضبوط لہجے میں آنکھیں دکھاتی غرائی۔ اور بال پن کو تلوار سمجھ کے انکے سامنے کیا  
جیسے اس بال پن سے وہ اپنی حفاظت کر لے گی۔

"پہلے تو بات چیت پہ چھوڑ دیتا پر اب۔" وہ بھوکا بھیڑیا بنا جھپٹنے والے انداز میں اسکی جانب بڑھا اور اسے کھینچ کر  
کمرے کے درمیان زمین پہ پٹھا۔

"سیکوریٹی سیکورٹی۔" لیک زور و شور سے چلائی اور گداز کلاسیاں زور زور سے فرش پہ مارنے لگی۔

تبھی اس لڑکے نے اسکے منہ پہ ہاتھ رکھا اور اسکا بازو مڑوڑ کے کمر سے لگا دیا۔ اس نے سسکاری بھری۔ باقی  
دونوں لڑکے خوب ایک لڑکی کی بے بسی کے عالم پہ ہنس کر مزے لے رہے تھے۔



قاتل کی یہ دلیل مصنف نے مان لی

مقتول خود گرا تھا خنجر کی نوک پر

یو شیع سیڑھیاں ہی چڑھ رہا تھا اور لیک کی آواز پہ سیکوریٹی کو چلا کر آواز لگاتا کمرے کی طرف لپکا۔ اور دروازہ  
کھول کر جب اندر داخل ہوا تو منظر دیکھ کر اسکا دماغ گرم ہو گیا۔ وہ پتلے دبلے سے لڑکے گڑبڑا اٹھے۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگِ حباواں مازِ قلمِ علیشہ انصاری

یوشع اپنی پشتوزبان میں انھیں گالیاں نواز کر اس لڑکے پہ جھپٹا۔

لیک کی جان میں جان آئی تبھی سیکورٹی اندر داخل ہوئی۔ نیچے بیٹھی شز انے جب سیکورٹی اوپر جاتے دیکھی تو وہ خود بھی اوپر بھاگی۔ اور سارا معاملہ لمحے میں اخذ کر گئی۔

"مسٹر بس آپ اسے چھوڑ دیں ہم خود ان سے نمٹ لیں گے۔" مینجر غصے سے پاگل اس خان صاب کو دیکھ کر بولا۔

"ارے جاؤ جاؤ تم لوگ۔ ان می ڈیٹی لوگوں سے کچھ رقم ملنے پہ منہ بند کر لو گے۔ یہاں اور بھی غلط کام ہوتے ہوں گے جبھی انھوں نے اتنی جرات کی۔ ان تینوں کو تو میں پولیس کے حوالے کرونگی ایک لڑکی کو حراساں کرنے کے جرم میں۔" وہ فرش سے اٹھی اور دوپٹہ درست کرتے بنا کسی ڈر کے غرا کر آئی۔ یوشع کو ایک نگاہ دیکھا اور نظر پھیر لی۔

"محترمہ ہم معذرت کرتے ہیں آپ سے۔ آپ معاملہ ہم پہ چھوڑ دیں بس۔" مینجر تو پولیس کا نام سن کر ہڑبڑا گیا۔

"یہ کتے بہت بھوکے ہیں اور انکی بھوک اب پولیس ڈنڈے مار مار کے بھگائے گی۔ لڑکی کی عزت و وقار انکی نگاہ میں کچھ نہیں۔ پولیس ہی سبق سکھائے گی۔" وہ ڈٹ گئی اور یوشع سے موبائل مانگا۔ اسکا کلچ شز انے کے پاس تھا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیہ انصاری

"لیک رہنے دو بدنامی ہوگی۔"

"منہ بند کرو تمھاری وجہ سے یہ سب جھیلنا پڑ رہا۔ کہیں اور کاپلین نہیں بنا سکتی تھیں تم۔" وہ اسی پہ بھڑک گئی  
بے چاری شزاثر مندہ ہو کر رہ گئی۔

"آئی ایم سو سوری۔"

"میڈم رہنے دیں نا۔" یوشع نے اسے قائل کرنا چاہا۔ اس نے کھا جانے والی نگاہ سے اسے دیکھا۔ اور پولیس کا  
نمبر ڈائل کر کے وہاں بلا لیا۔

اب منظر یہ تھا کہ اس کمرے میں موجود تمام افراد ہی پولیس اسٹیشن میں کھڑے تھے۔

لیک یوشع اور شزا ایک طرف کھڑے تھے اور دوسری طرف مینیجر اور وہ تین لڑکے۔ تبھی ان تین لڑکوں  
میں سے کسی کے باپ کا فون سامنے کر سی پہ پسر کر بیٹھے انسپیکٹر کو موصول ہوا۔ انکا پیغام سن کر ایک عجیب  
مسکراہٹ اس انسپیکٹر کے ہونٹوں پہ رینگ گئی۔

"آپ کونسے لطیفے پہ ہنس رہے ہیں؟ بہت ہو گیا جیل میں ڈالیں ان تینوں کو۔" لیک گرم ہو رہی تھی۔ اسے سمجھ  
نہیں آرہا تھا پولیس اسے بھی کیوں اسٹیشن لے آئی اوپر سے ان لڑکوں کی گرفتاری نہیں ہو رہی تھی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"محترمہ آپ میکال صاحب کی بہن ہیں ناں، بلایا ہے میں نے انکو۔ میکال صاحب تو بڑے شریف انسان ہیں پر آپ ایسی جگہ کیا کرنے گئی تھیں؟" تھانے دار کے الٹ سوال پہ لیلک کے چہرے پہ خون سمٹ آیا۔ بدن میں گویا مرچیں بھر گئیں۔ یوشع جو سخت بے زار تھا انسپیکٹر کی بات پہ دانت پیسے۔

"کس نے بنایا ہے آپ کو انسپیکٹر؟ مجرم کی بجائے مظلوم پہ الزام لگا رہے ہیں۔" وہ ہتھے سے اکھڑی۔

تبھی ایک پچاس سالہ شخص سوٹ بوٹ میں وہاں آیا۔ لیلک نے طائرانہ جائزہ لیا۔ یوشع اسکے ساتھ ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ وہ کوشش کر رہا تھا معاملہ ختم ہو پر ناتو میڈم اسکی سن رہی تھیں اور ناوہ پولیس والا۔

"ڈیڈ یہ لڑکی ہم پہ جھوٹا الزام لگا رہی ہے۔" ان میں سے ایک لڑکے نے باپ کو دیکھ کر فوراً جھوٹی صفائی پیش کی۔ لیلک نے مٹھی بھینچی۔

"نظام معاملہ جلدی ختم کرو۔ او بی بی تمہیں پیسے چاہیے تو بتاؤ میرے بیٹے پہ جھوٹا الزام نہ لگاؤ۔"

"آپکو یہاں دیکھ کر بہت افسوس ہو رہا ہے ایم این اے صاحب، نا آپ نے اولاد پہ توجہ دی نا علاقے پہ دیتے ہیں۔" لیلک نے سپاٹ انداز میں افسوس سے کہا۔ وہ صاحب اسکی جرت پہ اسے گھور کے دیکھنے لگے۔

بحث و مباحثہ چلتا رہا اور تب تک میکال وہاں پہنچ گیا۔



ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں باز قلم علیشہ انصاری

یوشع نے مٹھی بھینچ کر آنکھیں میچ لیں۔ شاید وہ جانتا تھا یہاں میڈم کے خلاف معاملہ جانے والا ہے۔ اس نے بہت سمجھایا تھا میڈم کو کہ پولیس کو درمیان میں نہ لائیں پروہ باز نہیں آئی۔

لیک اب بھی پر یقین کھڑی تھی۔ کالے کرتے شلوار میں سنجیدہ چال چل کر وہ انکے درمیان ٹیبل کے پاس آیا۔ ایک ترچھی سلگتی نگاہ لیک پہ ڈالی۔

اب تک سب نارمل تھا لیک کی نگاہ مزید پھیلی تو ایک سیدھا سادہ شخص اس حریر کو بھی بھائی کے ساتھ موجود پایا۔

اب وہ یہاں کیوں آیا تھا؟ درحقیقت حریر میکال کے ساتھ تھا اور پولیس اسٹیشن میں لیک کا زکرسن کر دونوں ہی پریشان سے یہاں پہنچے تھے۔

"یوشع کیا ہے یہ سب؟" میکال نے سیدھا اس سے سوال کیا۔ یوشع زبان کھولتا اس سے پہلے ہی انسپیکٹر بول پڑا۔ لیک کا منہ کھل گیا۔ میکال کے دماغ کی شریانیں پھولنے لگیں۔

"بھائی یہ خبیث انسپیکٹر جھوٹ بول رہا ہے۔ میں نے ان تینوں کو وہاں نہیں بلایا تھا۔ میں بھلا کیوں بلاؤنگی؟ آپکو میں ایسی لگتی ہوں؟ میں غلطی سے انکے روم میں داخل ہوئی اور پھر یہ لوگ بدتمیزی پہ اتر آئے۔" انسپیکٹر نظام کے جھوٹ پہ وہ بوکھلا گئی۔ پھر بھی لہجہ مضبوط رکھا۔ میکال کی تورگیں تن گئی تھیں۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"جی سر میڈم سچ کہہ رہی ہیں، میں جب انکی آواز سن کر اوپر پہنچا تو..."

"میرے بھائی تم جھوٹ کیوں بول رہے ہو؟ تم تو خود اسکے ساتھ شامل تھے۔" وہ لڑکا پھر بولا۔

"خانہ خراب کا بچہ جھوٹا الزام لگاتا ہے ام پر۔" یوشع اس پہ جھپٹا۔

"یوشع چھوڑو اسے۔"

"منہ توڑ دو یوشع اسکا۔" لیلیک نے بھائی کی آنکھ میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ وہ پیچھے ہٹ گیا۔

وہ لڑکے مزید فضول بکواس کرتے رہے، اپنی کہانیاں بنا کر سنارہے تھے۔ حتیٰ کے مینیجر نے بھی جھوٹ کہا۔ لیلیک پہ تو حیرت کے پہاڑ ٹوٹ گئے۔ اسکا دم گھٹنے لگا۔

اس نے میکال کی سرد نگاہوں میں دیکھا۔ جیسے وہ سب پہ یقین کر چکا ہو۔

"بھائی میرا یقین کریں۔" وہ منمنائی۔ اب اسے اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا۔ یہاں قانون مظلوم کیلئے نہیں ہے۔ جنگل کا راج چلتا ہے 'قانون محض نوٹوں میں بک جاتا ہے۔

"چپ منہ بند رکھو اپنا۔"

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"میکال صاحب آپ ایک جانی مانی شخصیت ہیں۔ ہم آپ کو بہت اچھے سے جانتے ہیں اس لیے آپ کو فوراً آگاہ کر دیا۔ اب آپ بتائیں ہم کیا کریں۔ آپ کی بہن..."

"خبردار جو ایک لفظ مزید کہا۔ سارے جھوٹے جب ایک ساتھ مل جائیں تو یہی ہوتا ہے پر بھائی آپ تو حق پہ یقین رکھتے ہیں۔" سر پہ دوپٹہ درست کر کے وہ اسکے پاس آگئی اور اسکا بازو تھام لیا۔ پر ان آنکھوں میں موجود سختی لیلک کو اندر تک ڈراگئی تھی۔

"یہ بات چھوڑو تم یہ بتاؤ تم کلب کرنے کیا گئی تھیں؟" میکال کا ضبط ٹوٹ گیا بھوری آنکھیں سرخ پڑ گئیں اور وہ غصے سے دھاڑا۔ لیلک کا بازو اب اسکے شکنجے میں تھا۔  
تبھی شزا نے صفائی پیش کی۔

"یہ آوارہ دوستیں تم نے پال رکھی ہیں؟"

"بھائی..."

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ حباواں ماز قلم علیشہ انصاری

"کیا سنوں لیلیک میں؟ خاندان کی لڑکیاں ایسی جگہ جاتی ہیں؟ اور تم نے تو ساری حدیں پار کر دیں۔" اس وقت اسکی بہن پولیس اسٹیشن میں تھی یہ بات اسکی غیرت کو آگ لگا رہی تھی۔ جب کہ لیلیک کو بھائی سے یہ توقع نہیں تھی۔ یہ سوال گھر جا کر بھی پوچھا جاسکتا تھا سب کے سامنے زلیل کرنے کی کیا تک تھی؟

"مجھ سے غلطی ہو گئی معاف کر دیں۔ پر یہ لوگ جھوٹ کہہ رہے۔" اس نے آخری بار اپنے حق میں بات کی پھر سپاٹ چہرہ جھکا لیا۔ میکال نے یوشع کو بھسم کر دینے والی نگاہ سے دیکھا۔ یوشع ماتھا مستارہ گیا۔ اسکی سمجھ سے باہر تھا سر کو کیسے لیلیک کے کردار پہ لگے جھوٹے الزام کی صفائی دے۔

بڑی مشکل سے اس نے خانزادہ کو قائل کیا تھا اور معاملہ نمٹا کر وہ لوگ پولیس اسٹیشن سے باہر نکلے۔ لیلیک پورے راستے خاموش رہی۔ شزا اس سے معافی مانگ کر تھک گئی تھی پر اس نے اس سے بات کرنا گوارا نہیں کی۔ یوشع کی جانب تو دیکھا ہی نہیں اور بھائی پہ غصہ چڑھ رہا تھا اور حریر تو پہلے سے ہی بھاڑ کے راستے تھا۔

گاڑی اندر آ کر رکی۔ میکال سب سے پہلے اتر اٹھا اور لیلیک کو بازو سے پکڑ کے باہر نکالا وہ شدید تیش کے عالم میں تھا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری  
"آئندہ تم گھر سے قدم باہر نہیں نکالو گی! اس گھر سے تمہاری شادی کی ڈولی اٹھے گی اور سسرال سے جنازہ!" وہ  
اسے ساتھ گھسیٹے لان تک آیا۔ وہ مسلسل اسے پکار رہی تھی۔ یوشع بانیٹ پہ انکے پیچھے ہی تھا۔ حریر کے ہم قدم  
اندر آیا۔

"سوری میکال میں تمہاری بہن سے شادی نہیں کر سکتا، تمہیں اپنی بہن پہ یقین ہو سکتا ہے پر میرے لیے یہ  
سب بہت مشکل کہ کسی ایسی لڑکی کو...." حریر اپنی بات جاری رکھتا کہ لیلک خود دھاڑی۔  
"ہاں دفع ہو جاؤ مجھے کونسا تم سے شادی کرنی تھی۔ یہ اس جاہل سے شادی کروانا چاہتے ہیں آپ؟ جو سچ پہچاننے  
کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا۔" وہ اسکی گرفت میں مچل گئی۔ باہر کے شور پہ اندر کے سب مکیں باہر آگئے۔  
تابندہ نے لیلک کو اس حال میں دیکھا تو گھبرا گئیں۔ فوراً اسکے پاس لپکی۔  
"ارے کیا ہو گیا کس بات کا شور مچایا ہے۔"

"پوچھیں اپنی لاڈلی سے کیا کرنے گئی تھی یہ کلب؟ ایسی گھٹیا لڑکیوں سے دوستی کرنے کی کیا ضرورت ہے  
اسے!" میکال نے جھٹکے سے اسے زمین پہ پھینکا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری  
پھپھو اور سنہر کی آنکھیں پھیل گئیں۔ چچی نے بھی منہ پہ ہاتھ رکھ لیا۔ زبیر میکل کو ٹھنڈا کرنے لگے۔ تابندہ  
لیک پہ جھکیں۔

"کیا اول فول بک رہے ہو تم!"

"سر آپ زیادتی کر رہے ہیں۔ میڈم نے کچھ نہیں کیا۔"

"ہاں یو شیع میں مانتا ہوں اس نے کچھ نہیں کیا پروہاں جانے کی ضرورت کیا تھی اسے؟ آزادی کا غلط فائدہ اٹھا  
رہی تھی یہ کب سے؟ شریف گھروں کی لڑکیاں ایسی جگہ جاتی ہیں؟" وہ بلند آواز میں دھاڑا۔  
"میکل میں چلتا ہوں۔ یہ تمہارے گھر کا معاملہ ہے اور معذرت میں تمہاری بہن سے شادی نہیں  
کر سکتا۔" حریر ایک منٹ مزید نہیں رکا اور نکل گیا۔ لیک اٹھ کے کھڑی ہوئی۔

"میں تو پہلے ہی کہتی تھی اسکی دوستیں خراب ہیں۔ آئے دن گھومنا پھرنا چلتا رہتا ہے پر تم نے ہی اتنی اسے  
آزادی دے رکھی تھی۔ میری سنہر بھی تو ہے بس گھر کی چار دیواری میں رہتی ہے۔ بازار بھی جائے گی تو ماں کے  
دوپٹے سے لگ کر چلتی ہے۔" پھپھو سنجیدگی سے اپنے مکرو مفادات پہ پردہ ڈالے شیطانی مسکراہٹ روک کر  
بولیں۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری  
"بس ہو گیا آپکا؟ کر لی بکو اس؟ یہی چاہتی تھیں نا آپ مجھے میرے بھائی کی نظروں میں گرا دیں۔ کہیں ان  
لڑکوں کو آپ نے تو نہیں بھیجا۔"

"آئے ہائے یہ کیا بکو اس کر رہی ہے یہ لڑکی۔" پھپھو نے کانوں پہ ہاتھ رکھ لیے۔

"بکو اس میں نہیں آپ کرتی آرہی ہیں۔" وہ چیخی۔ میکال غصے میں اس پہ دھاڑا۔ اس بار اسکا ہاتھ اٹھا تھا اور  
بھاری ہاتھ اسکے نازک گال پہ نشان چھوڑ گیا۔ وہ ہنق دق سی کھڑی رہ گئی۔  
"تمیز سکھائیں دادو اسے!"

"سریہ آپ کیا کر رہے ہیں۔" یوشع کو تو یہ سب ناقابل قبول تھا۔

"ہاں تم بھی بول لو یوشع میاں۔ تم کو تو اسکے بارے میں سب پتا ہو گا۔ تمہارے ساتھ ہی تو یہ گھومتی پھرتی  
ہے۔" وہ ایک بار پھر زہر بھرے لفظ استعمال کرنے لگیں۔ یوشع خاموش ہو گیا۔

"کہیں تم اس لڑکے سے ملنے تو نہیں گئیں تھیں؟" پھپھو نے چونک کر پوچھا میکال کا ماتھا ٹھنکا۔ اس نے بھنوو  
اچکائی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"میں نے کل رات اسے کسی لڑکے سے بات کرتے سنا تھا۔ میں تمہیں بتانے ہی والی تھی پھر سوچا بچی ہے اسے سمجھا دوں گی کہ لڑکوں سے دوستی اچھی نہیں ہوتی۔" وہ لیلیک کی ہمدرد بننے ہوئے بولیں۔

"موبائل دو اپنا۔" لیلیک جو کب سے انکی ڈرامے بازی برداشت کر رہی تھی بھائی کی آواز پر چونک گئی۔ نفی میں گردن ہلائی۔ پھر میکال نے خود اسکے بیگ سے موبائل نکال لیا۔

"کھولو اسے.. " مجبوراً لیلیک کو کھولنا پڑا۔ اب تک اسکی آنکھیں آنسوؤں سے خشک تھیں۔

یہ رات اس پہ کس طرح قیامت بن کر ٹوٹنے والی تھی اسکا اندازہ اسے کچھ لمحوں میں ہونے والا تھا۔

پھپھو تو اس موقع کے تاک میں عرصے سے بیٹھی تھیں وہ ہر صورت آج لیلیک سے جان چھڑاتیں۔ چاہے پھر اسکی جان کیوں نا چلی جاتی۔

جوں جوں میکال واٹس ایپ میسیجز پڑھتا گیا اسکا چہرہ سرخی میں مائل ہونے لگا۔ وہیں اس نے موبائل پٹخ دیا اسکے دو ٹکڑے ہو گئے۔

"کون ہے یہ شہریار؟" یہ دوسرا تھپڑ تھا جو وہ برداشت نہ کر سکی اور زمین بوس ہوئی۔



ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"میں بتانے والی تھی آپ کو۔ وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے کل اسکے بابا رشتہ لے کر آئیں گے۔ وہ میرا یونی فیلو تھا پسند کرتا تھا مجھے۔" زبان کی لڑکھڑاہٹ پہ قابو پا کر مضبوط لہجے میں اس نے سب سچ بتا دیا وہ کچھ چھپانا نہیں چاہتی تھی۔ یہی سہی موقع تھا جس کی بدولت اسے اسکی منزل مل جاتی۔

"توبہ تو اتنے عرصے سے انفر چل رہا تھا۔" چچی کی بڑبڑاہٹ واضح سنائی دی۔ دادو کی زبان تو تالو سے لگ گئی تھی۔

شہریار کا زکرسن کے انکے اندر لیک پہ جو مان تھا وہ ٹوٹ کر بکھرا تھا۔ انکی لیک ان سے یہ سب کیسے چھپا سکتی تھی؟ اس نے کیسے یہ تعلق قائم رکھا! "بھائی شہریار اچھا لڑکا ہے۔"

"بے شرمی دیکھو اس لڑکی کی۔" پھپھو تنفر سے بولیں۔

"جب ہی یہ چوبیس گھنٹے کمرے میں رہتی یا پھر بس باہر گھومتی تھی۔" لیک کی آنکھیں پھٹ گئیں۔ کس بات کو پھپھو نے کہاں جوڑ دیا تھا۔ اب اگر وہ بتاتی کہ وہ فری لانس رہے تو یقین کسی نے نہیں کرنا تھا۔ کوئی اسکی سن کہاں رہا تھا۔ آج لیک کا دن نہیں تھا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

میکال نے بالوں سے جکڑ کے اسے کھڑا کیا۔ سنہر تو خود اسکے تیور دیکھ کر کانپ رہی تھی۔

"افیئر چلانے والے لڑکے کبھی شادی نہیں کرتے۔ دل تو کر رہا ہے تمہیں جان سے مار دوں۔" لیلیک بالوں کی گرفت پہ پھڑ پھڑا اٹھی۔

"بس پھر مجھے ماردیں تاکہ اس افیت سے آزاد ہو جاؤں۔ شیریں برا نہیں، برے آپ لوگ ہیں۔ کبھی آپکو بہن کیلئے فرصت ملی جو میں آپکو اس بارے میں بتاتی؟ کام کام اور بس کام۔ لیلیک تو پاگل ہے۔ لیلیک تو منحوس ہے۔ لیلیک تو بد تمیز ہے۔ لیلیک یہ لیلیک وہ۔ اور اب لیلیک بد کردار بھی ہے۔ یہ سارے الزام مجھے پہلے ہی ختم کر چکے ہیں ایک کام کریں اس وجود کو اب بس دفنا کر چاروں قل پڑھ لیں۔" سارے لحاظ بھلا کر وہ دگنی آواز میں چلائی۔ اسکی آواز میں اتنا کرب تھا کہ آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گال سے پھسل کر تھوڑی کا سفر کرتے نیچے گرا۔ آسمان پہ چھائی اس کالی چادر میں بھی بجلی کی لکیر نمایاں ہو گئی۔ یوشع کو شدید ملال ہوا اس نے نچلا لب کاٹا۔ وہ لاکھ بری سہی پر یہ سب بالکل ڈیسرو نہیں کرتی تھی۔

"جی سر، شہریار صاحب ایک اچھے انسان ہیں۔" یوشع نے تو اسکے حق میں بولنا چاہا پر سامنے جو پھپھو تھیں وہ اسکی ہر بات کا الٹ مطلب نکالنے والی تھیں۔

"یوشع میاں تم جانتے تھے؟"

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"جی پھپھو۔"

"دفع ہو جاؤ یو شمع تم۔ یقین توڑا ہے تم نے میرا۔" میکال نے افسوس سے سر ہلایا۔

"سر میڈم کی اتنی بڑی غلطی نہیں جتنا آپ لوگ ری ایکٹ کر رہے ہیں۔ اور جس بات پہ ایکشن لینا ہے وہ آپ نے انکور کر دی۔" وہ بھی تلخ ہوا۔

"انکی غیرت تو بس چند میسج پڑھ کے جاگ گئی ہے۔ اس وقت نہیں جاگی جب کوئی بے غیرت مرد انکی بہن سے بد تمیزی کرنا چاہ رہا تھا۔ اسکے دانت نہیں توڑے پر بہن کا منہ توڑنے لگے ہیں۔" تلخی سے قہقہہ لگاتے آخر میں افسوس سے بھائی کو دیکھا۔ میکال کے ماتھے کی رگیں تن آئیں۔ اسے واپس جھٹکے سے نیچے پھینکا۔

"تو بہن کو ایسی بے ہودہ جگہ جانے پہ شرم نہیں آئی؟ کسی غیر محرم سے گفتگو کرتے وقت وہ شرم سے مری نہیں؟" وہ خود بھی چلا یا۔ لیلک کا دم خشک ہوا۔ اگر بھائی اسکا پردہ نہیں رکھ سکتا تھا تو پھر وہ کیوں خاموش رہتی۔

"نہیں آئی شرم۔ مین بے شرم ہوں۔ پر آپ تو بہت غیرت مند ہیں شرم والے ہیں۔ اور یہ پارسابی بی جواپنی ماں کے پلو کے ساتھ لگ کر چلتی ہیں، آپ دونوں کو اکیلے تنہا چھتوں پر ملتے ہوئے شرم نہیں آئی؟ کبھی ڈنر تو

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری  
کبھی لانگ ڈرائیو! میں تو فون پہ بات کرتی تھی پر بھائی آپ دونوں ایک چھت کے نیچے رہتے ہوئے سب کی  
نظروں سے او جھل جو افیر چلا رہے تھے وہ کچھ نہیں؟"

زہریلی ناگن بنی وہ برابر سے پھنکاری کہ سب کو سانپ سونگھ گیا۔ سنہر کا چہرہ لٹھے کی مانند ہو گیا دھڑکنوں میں  
ارتعاش پیدا ہوا۔ سب کے سامنے اس راز نے یوں فاش نہیں ہونا چاہیے تھا۔

"بکو اس کرتی ہو۔" وہ مارنے پہ تل آیا۔ زبیر نے اسے روکنے لگے۔

"دادو آپ تو کچھ بولیں۔" لیلیک نے بڑی آس سے کہا پر وہ خاموش رہیں۔

"میکال سر غصہ تھوک دیں۔ عقل سے کام لیں اگر انھیں برداشت نہیں کر سکتے تو شہر یار سے شادی کرادیں  
انگی۔" وہ اب تک نہیں گیا تھا۔

"اس لڑکے کا باپ میرا کاروباری حریف ہے یہ تو ناممکن بات ہے کہ میں اسکی وہاں شادی کروادوں۔ اور حریر  
اتنا اچھا لڑکا تھا پر یہ اسکے قابل ہی نہیں تھی۔ مجھے میرے دوست تک کی نظروں میں اس نے گرا دیا۔ اب کون  
کرے گا اس سے شادی!"

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

وہ غصے میں اتنا اندھا ہو چکا تھا کہ جنریٹر کے پاس پڑی پیٹرول کی بوتل اٹھالے آیا۔ وہ چند میسیجز اسکی آنکھوں کے گرد گھوم رہے تھے اور غیرت کا عالم یہ تھا کہ وہ بہن کو مارنے تک پہنچ گیا۔

"بیٹا پاگل ہو گئے ہو چھوڑ دو اسے۔ لیلیک جاؤ کمرے میں۔" چاچو چیخے۔ پر لیلیک توبت کی مانند ہو گئی۔ آنکھیں پتھر سی تھیں۔

"چاچو چھوڑ دیں مجھے بہت برداشت کر لیا اسے۔" وہ دیوانہ ہو چکا تھا۔ چچی اور دادو بھی روکنے لگیں۔

"جب زمانے کو اس کے کردار کا پتا چلے گا تو کون اپنائے گا اسے اور ہماری بدنامی الگ۔" وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو بیٹھا تھا، غصہ عقل کو کھا جاتا کے عملی مظاہرہ میکال نے خود کر دیا تھا۔ ایک پولیس اسٹیشن والا منظر تھا جو وہ بھول نہیں پارہا تھا اور ان لوگوں کی باتیں۔ گھٹیا الزامات!

مطلب سب کچھ اسکی بہن لیلیک کے خلاف تھا۔ کس کس بات پہ لیلیک کا یقین کرتا؟

"مم میں کرونگا شادی۔ کبھی آپکو انکی شکل دیکھنے کو نہیں ملے گی۔ بس آپ ٹھنڈے ہو جائیں۔" اچانک ہی اس شور میں کپکپاہٹ سے بھری آواز بلند ہوئی۔ لیلیک کا سانس بند ہوا۔ خالی نگاہوں سے اس نے سامنے دیکھا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

یوشع سر جھکائے کھڑا تھا۔ سب اسکی بات پہ شاکڈ تھے۔ اسے خود بھی نہیں پتا تھا یہ بات کہنے کی ہمت اس میں کیسے پیدا ہوئی۔

"بلکل سہی کہہ رہا ہے یہ۔ بیٹا تم اپنے ہاتھ گندے مت کرو، اسکا نکاح کر کے اپنا فرض پورا کرو۔" پھپھو کی بات پہ میکال نرم پڑا۔ بوتل دور پھینکی۔

"جان سے مار دیں پر میں اس جاہل آدمی سے شادی نہیں کرونگی۔" وہ توسن کر ہی مچل گئی۔ یوشع نے ضبط سے آنکھیں میچ لیں۔ کتنی انا تھی اس لڑکی میں۔ وہ اپنی انا کچل کر اسکے لیے اسٹینڈ لے گیا تھا پر ایک وہ تھی جو مرنا قبول کر سکتی تھی پر یوشع خان کا ساتھ قبول نہیں تھا۔

"آپ لوگ زبردستی نہیں کر سکتے۔ اگر میں کسی کو پسند کرتی ہوں اور شادی کرنا چاہتی ہوں تو اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے، یہ میرا حق ہے۔ میں صرف شیری سے شادی کرونگی ورنہ مار ہی دیں مجھے۔ ایک جہنم سے دوسری جہنم تک اس سے بہتر موت ہے۔"

"بس فیصلہ ہو گیا۔ تمہارا ابھی یوشع سے نکاح ہو گا اور اسکے بعد تم دونوں اپنی شکل نہیں دکھاؤ گے۔" وہ یوشع سے بھی ناراض تھا، غصہ تھا!

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"لیک اٹھو، بھائی نے بالکل درست فیصلہ کیا ہے۔" تابندہ بیگم نے اسے بازو سے تھاما۔ لیلیک کی سماعت ختم ہو گئی اس نے شکوہ بھری نگاہ ان پہ ڈالی۔ وہ خاموش ہو گئی۔ سب نے رنگ بدل لیے تھے۔ اسے ہر ایک سے نفرت ہونے لگی۔

تماشائی شب،

تماشائی زات،

تماشائی شگاف...

★★★

عشق عین عشق شین، عشق قاف کرتا ہے

یہ جسے لائق ہو جائے اسے برباد کرتا ہے

کچھ دیر بعد ان دونوں کا نکاح ہوا۔ دستخط کرتے وقت یوشع کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ کالی زلفوں والی ناگن اسکی

زندگی کا حصہ بننے جا رہی تھی۔ بھلا کیپکاہٹ کیوں ناہوتی!

مزل اور یوشع کے والد رحیم خان موجود تھے۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگِ حباواں مازِ قلمِ علیشہ انصاری

رحیم خان اس حویلی کے بہت پرانے ملازم تھے۔ ملازم کہنا مناسب نہیں بہت قریبی کام کے فرد تھے۔ جو محمود خاندان کے بعد میکانل کی خدمت میں پیش تھے۔ اپنی بیماری کی وجہ سے انھوں نے جاب چھوڑی اور ماں کے مجبور کرنے پہ یوشع نے باپ کی جگہ سنبھالی۔

لیک کے اندر جو بچے کچے احساسات تھے وہ آج مر گئے تھے۔ یہ لیک تو اور ظالم روپ دھار چکی تھی۔ نکاح کے بعد ہی وہ اٹھ کے کمرے میں گئی اپنا سارا سامان سمیٹا الماری کالا کر کھولا کچھ چیزیں نکال کر بڑے سوٹ کیس میں ڈالیں۔ ایہ بھرپور نگاہ اپنے اس خوبصورت بڑے سے کمرے میں دوڑائی۔ بیڈ کے ساتھ والی دیوار پہ اسکی بے تحاشہ تصویریں چسپاں تھی۔ ڈریسنگ کے ساتھ ایک گٹار رکھا تھا۔ کمرے کی فارسیلنگ میں نصب لائٹس روشن تھیں، ملگجی روشنی تھی۔ بڑے سے کمرے میں زیادہ فریخچر نہیں تھا۔ دل پہ آنسو گر رہے تھے، بے دردی سے انھیں رگڑ کر نگاہیں پھیر کر وہ پھر باہر نکل آئی۔

منظر لاؤنچ کا تھا۔ سب کے لبوں پہ قفل لگا تھا۔

البتہ پھپھو کے چہرے پہ جو خوشی تھی وہ مخفی نہیں تھی۔ انکا کام بے حد آسان ہو گیا۔



ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

بڑی سہولت سے وہ لیک سے جان چھڑا گئی تھیں۔ اگر شہر یار کا زکروہ درمیان میں نہ لائیں اور اٹے سیدھے الزام اس پہ نہ لگائیں تو معاملہ اتنی سنگینی اختیار نہیں کرتا۔ اس سب میں لیک کا کردار انھوں نے داغ دار کر دیا۔ اور اسکا پتا اس گھر سے بالکل صاف کر دیا۔

سب کے دماغ میں یہ خناس وہ بھر چکی تھیں کہ لیک شہر یار عالم سے ہی ملنے کلب گئی تھی، اور بھی جتنا ہوسکا انھوں نے زہر اگلا تھا۔

یو شیع اپنے باپ اور دوست کے ساتھ لیک کے انتظار میں کھڑا تھا۔ میکال کا چہرہ یک دم سپاٹ جذبات سے عاری تھا۔ لیک سیڑھیوں سے اتر کے نیچے آئی۔ گھر کی چیزیں گویا اسے دیکھ کر افسوس کر رہی تھیں کہ اتنا ہی انکا ساتھ تھا۔ بیگ ایک طرف رکھا۔ سب پہ نگاہ ڈالنے کے بعد دادو کے پاس آئی۔ تفصیل سے انھیں دیکھا جو اس سے لا تعلق کھڑی تھیں۔ دل میں اس کے ٹھیس تو اٹھی۔ پھر وہ انکے گلے لگی۔

"بہت غلط کیا ہے آپ نے میرے ساتھ، ان سب سے تو یہی بعید تھی پر آپ سے نہیں۔ کسی کو معاف نہیں کرونگی پر آپ پہ سے یہ بوجھ کم کرتی ہوں۔ آج آپ کی صحیح معنوں میں مجھے ضرورت تھی پر آپ نے اپنا سایہ مجھ پر سے ہٹا لیا۔ آپ بھی بدل گئیں۔" دھیرے دھیرے وہ انکے کان میں سرگوشیاں کرتے دور ہو گئی۔ انکی آنکھوں میں دیکھا۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"اپنی غلطی بھی تسلیم کرنا سیکھو! ہمیشہ تم صحیح نہیں ہو سکتی۔ خیر مجھے کسی بات سے مطلب نہیں۔ بس یہ جو فیصلہ ہوا ہے بالکل درست ہوا ہے۔ برداشت سے کام لو گی تو گھر بسا سکو گی۔ اب وہی تمہارا گھر ہو گا یہاں سے کوئی تعلق نہیں۔"

وہ سپاٹ سے لہجے میں کہہ کر رخ موڑ گئیں۔ لیلک کی آنکھیں بھینگے کو آئیں۔ آخری بات وہ کم از کم تابندہ کی جانب سے سننا نہیں چاہتی تھی۔ دل کو مضبوط کیا اور پلٹی جہاں سنہر، چچی اور پھپھو کھڑی تھیں۔ تمسخر سے انھیں دیکھا۔ پھپھو نے ناگواری سے نگاہیں اس پہ ڈالیں۔

"بہت خوش ہو رہی ہیں۔ خدا کرے آپ کی یہ خوشی بہت جلد ختم ہو۔ آپکا اب تک کا کیا ہر ظلم ہر غلط بات برداشت کی۔ وہ سب جیسے عام ہو گیا تھا۔ پر آج جو آپ نے کیا ہے، اپنے پیر پہ کلہاڑی ماری ہے۔ یہ چوٹ لیلک کے دل کو کھنڈر کر گئی ہے۔ بدلہ لینے کی بھی طاقت نہیں۔ اب تو معاملہ اللہ دیکھے گا۔ اور مجھے یقین ہے وہ انصاف کرے گا۔ جہاں میں غلط تھی وہاں مجھے سزا ضرور ملے گی۔ فرشتہ تو میں بھی نہیں ہوں، پر جو آپ کے کرتوت ہیں پھپھو انکا بھی حساب ہو گا ان شاء اللہ!" وہ بہت مطمئن دکھائی دے رہی تھی۔ دبی دبی آواز میں غرا کر بولی۔ اور وہ تینوں کچھ پل سہم سی گئیں۔

"تمہیں وہی ملا جو تم نے بویا۔" چچی نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"ویسے کیا ہی بات ہے ایک وقت میں تین تین مردوں کو پیچھے لگایا ہوا تھا۔ ایک سے افیر، ایک سے رشتہ اور ایک کے ساتھ پک اینڈ ڈراپ سروس۔ واؤ۔" ستائش سے اسکے ہونٹ گول ہوئے۔ سنہرے اسکے کان پہ جھک کر شیطانی مسکراہٹ چھپائے کہا تھا لیک ضبط کے مارے سرخ پڑی۔

"بھیک میں دیتی ہوں اپنا بھائی تمہیں۔ وہ ہے ہی خیرات کے قابل۔" اب لیک اسکے کان پہ جھکی ہوئی تھی اور لفظوں پر زور دے سپاٹ انداز میں کہا۔ پیچھے ہٹی تو شر اسکے چہرے پہ جھلک رہا تھا۔ سنہرے کو چپ ہی لگ گئی۔

علی سے وہ کمرے میں مل آئی تھی۔ اور آخر میں میکال کی جانب رخ کیا۔

"ویسے تو اب میرا آپکی شکل دیکھنے کا دل نہیں کر رہا۔ سنا تھا بہنوں کو بھائیوں پہ بڑا مان ہوتا ہے۔ مجھے بھی بہت تھا۔ پر آپ اس قابل نہیں۔ وقت نکال کر کبھی فرصت کے وقت اس کلب جائیے گا اور فوٹج دیکھ لیجئے گا معلوم ہو جائیگا وہاں میں نے کیا کیا اور کس سے ملی تھی! اور ہو سکے تو ایک احسان کر دیے گا ان تینوں بے غیرتوں کو بہن سے بدتمیزی کرنے کی سزا ضرور دیجئے گا۔ آپ بہت انصاف پسند ہیں ناں۔ جب بہن کے معاملے میں اتنی دانشمندی سے فیصلہ کیا تو امید کرونگی کہ اس معاملہ پر بھی غور کریں گے۔" رات کے پہر اسکی آواز پورے لاؤنج میں گونج رہی تھی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

"جارہی ہوں میں مر جاؤں تو جنازے پہ آنے کی زحمت نہیں کریے گا۔ اور نفرت ہے مجھے اس حویلی کے ہر فرد سے جن کے دل سیاہ ہو گئے ہیں۔ پتھر کی مورتیاں ہیں آپ لوگ! میری اوقات یہ تھی کہ ایک ملازم کے ساتھ بیاہ دیا گیا۔" سرد آواز کئی دل کے پردے چیر کر اندر داخل ہوئی۔ یوشع نے مٹھی کس لی۔ منزل لب چبائے اسے تک رہا تھا۔

"لگ رہا ہے تھیٹر میں کوئی مووی دیکھنے آیا ہوں۔" منزل بڑبڑایا۔ یوشع نے کھا جانے والی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"تمہاری یہ باتیں تمہیں صحیح ثابت نہیں کر سکتیں۔"

"میری غلطی کہ میں کلب گئی اور شہریار کے بارے میں آپ کو لا علم رکھا پر یہ بتائیں کیا آپ سب کے گریبان بالکل صاف ہیں؟ ہاں بھائی بولیں؟ اگر میں بولنے پہ آئی تو لوگوں کو ہارٹ اٹیک ہو جانا ہے۔ بہتر ہے چلی جاؤں جتنا برا آپ لوگ کر سکتے تھے کر دیا۔ اس عذاب کو میرے سر پہ مسلط کر دیا۔" نفرت سے اس نے یوشع کو دیکھا۔ اور مہرون دوپٹہ سر پہ درست کرتی اپنے بیگ کے پاس آئی۔ اسے اٹھایا اور پتھر کی مورت بنے باہر نکل گئی۔ پیچھے ہی یوشع اسکے والد اور منزل گیا تھا۔

جانے سے پہلے رحیم صاحب کے الفاظ یہ تھے۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ باباواں ماز قلم علیشہ انصاری  
"میکال صاحب ہماری اوقات تو یہ نہیں تھی پھر بھی آپ نے اپنی بہن میرے بیٹے کو سوئپ دی۔ ہم کو شش  
کریں گے انکا خیال رکھیں۔ اور ہو سکے تو بچوں کو معاف کر دیے گا۔"

لیک کے نکل جانے کے بعد لاؤنچ میں سناٹا چھا گیا۔ حویلی کی اصل رونق آج چلی گئی تھی۔  
"خس کم جہاں پاک" پھپھو بڑبڑائیں۔

کہنے والے ضرور کہیں گے کہ اس حویلی کے مکینوں نے اس خانزادی کو مکمل طور پہ بکھیر کر یہاں سے نکال  
دیا۔ ظلم کی داستان لکھی جانی تھی۔

یہ کہانی شروع ہی اس قصے سے ہوتی ہے جہاں خانزادی اور خان ایک رشتے میں جڑے۔

آگ تو لگ چکی تھی اس نے مزید کتنا پھیلنا تھا اور کب بجھنا بھی تھا یہ کسے علم؟

جب اس نے گھر کی دہلیز پار کی تو دل کا نپا ضرور تھا۔ بچپن کی یادیں سب زہن میں اٹھ آئیں۔ آج وہ اس حویلی کا  
قصہ اپنی زندگی کی کتاب سے اڑا دینے والی تھی۔ یہ سب ایک یاد بن کر رہ جانے والا تھا۔ جسے وہ یاد بھی نہیں کرنا  
چاہتی تھی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری

اس گارڈن میں کھڑی وہ چھوٹی معصوم لیلک دکھائی دی جسے پھپھو نے سزا کے طور پر ہاتھ کھڑے کر کے تپتی دھوپ میں کھڑا کیا تھا۔ ناجانے اس سے کیا جرم سرزد ہوا تھا جو اسکی پھپھو اسے بار بار سزا دیتی تھیں۔ اور ستم یہ بیوہ ہونے کے بعد وہ ہمیشہ کیلئے یہیں آگئیں۔ معصوم لیلک کی اور شامت آگئی۔

پھر وہ رفتہ رفتہ بڑی ہونے لگی تو ظلم برداشت نہیں ہوا۔ وہ شاطر، تیز ترار بن گئی۔

وہ جان گئی تھی اگر ڈر کے رہو گی تو مار دی جاؤ گی۔ بچپن میں اسکی معصومیت چھین لی گئی۔ وہ پتھر دل ہو گئی۔ ڈنکے کی چوٹ پہ وہ ہر کام کرتی پھر نتیجہ جو بھی نکلے اس سے فرق نہیں پڑتا تھا۔ وہ چیزوں کو فیس کرنے کی ہمت رکھتی تھی۔

خیر لیلک خانزادی خود کو آسمان سے اتری حور ہی تو سمجھتی تھی۔ اور بے شک وہ حوروں جیسا حسن رکھتی بھی تھی۔

یہ زندگی کا نیا موڑ ایک بار پھر اس میں کئی خطرناک حد تک تبدیلیاں کرنے والا تھا۔

اس نے حویلی سے قدم باہر نکال لیا اور پلٹ کے واپس نہیں دیکھا۔ دل نے بیٹ مس کی۔ پیچھے بس سوگ کا نغمہ سنائی دے رہا تھا۔ ہوانے رت بدلی۔ پیڑوں کے پتے شور مچانے لگے۔ جیسے سب ختم۔ نہ اب وہ اس حویلی کے لوگوں کو جانتی تھی۔

ست رنگی تیرے رنگ میں رنگ جاواں ماز قلم علیشہ انصاری  
سامنے ٹیکسی کھڑی تھی اور اسکے دروازے پہ اسکا شوہر۔ خان صاب جسکا شمار وہ کہیں نہیں کرتی تھی۔ اب وہ  
شوہر بن گیا تھا۔

نفرت مزید بڑھ گئی اور وہ سانس کھینچ کر ٹیکسی میں بیٹھ گئی۔

جاری ہے

ناولز حب